مصباح التّجوید

مع حاشیہ

عزیز التّجوید

مصنف

شیخ القراء حضرت قاری محمد عثمان صاحب اعظمی علیہ الرحمہ

محشی

استاذ القراء حضرت قاری احمد جمال صاحب قادری

شیخ التجوید والقراءت، جامعہ احسان العلوم، گھوسی، مئو، یوپی، ہند

https://alislami.net

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
(1)	مصنف کتاب (مختصر تعارف)	23
(2)	تقریظ	26
(3)	تقریظ	27
(4)	ترتیل و تجوید کا حکم	28
(5)	ترتیل کی تعریف	29
(6)	تجوید کی تعریف	30
(7)	علم تجوید کی کا موضوع و غرض	31
	استعاذہ اور بسملہ کے احکام	32
(8)	استعاذہ و بسملہ کا حکم	32
(9)	قراءت اور سورہ کی بلحاظ ابتدا اور وسط صورتیں	32
	حروف کے مخارج کا بیان	34
(10)	مخرج و حرف کی تعریف	34
(11)	حروف ہجائیہ کی قسمیں اور تعریفات	34
(12)	حروف اصلیہ کے مخارج	35
	حروف کے صفات کا بیان	37
(13)	صفت کی تعریف	37
(14)	صفتِ لازمہ کی تعریف و اقسام	37

https://alislami.net

(15)	صفاتِ متضادہ کا بیان	38
(16)	صفاتِ غیر متضادہ کا بیان	40
(17)	صفاتِ ممیزہ کا بیان	42
(18)	الف اور ہمزہ کے درمیان فرق	42
(19)	ہمزہ وصلی اور ہمزہ قطعی	43
(20)	صفات عارضہ کا بیان	44
(21)	حروف کو پُر اور باریک پڑھنے کا بیان	46
(22)	مد کا بیان	49
(23)	مد کے متعلق نقشہ	53
(24)	اظہار، ادغام، اخفاء وغیرہ کی تعریف اور احکام	54
(25)	نون ساکن اور تنوین کے احکام	56
(26)	میم ساکن کے احکام	58
	وقف اور سکتہ کے احکام	59
(27)	وقف کی تعریف اور اسکے طریقے	59
(28)	علامات وقف	60
(29)	سکتہ کی تعریف اور اس کا طریقہ	62
	رسم کے احکام	63
(30)	رسم کی تعریف و احکام	64
(31)	فوائد متفرقہ	67

https://alislami.net

مصنف کتاب (مختصر تعارف)

از قلم: ڈاکٹر مولانا **محمد عاصم اعظمی** صاحب قبلہ

(استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی مئو)

سرزمین گھوسی کو ایسے باکمال اصحابِ علم اور اربابِ فن کے مولد و مستقر بننے کا شرف حاصل ہے جن کے علمی و تصنیفی کارنامے صدیوں تک یاد کیے جائیں گے اور ان کے قلمی شاہکاروں سے دنیا فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ انھیں علماء میں ماضی قریب کے ایک عالم استاذ القراء حضرت مولانا قاری الحاج محمد عثمان اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ بھی ہیں، جنھوں نے اپنی بے لوث دینی خدمات اور گراں قدر مؤلفات و مصنفات کے ذریعہ نمایاں مقام حاصل کرلیا۔

آپ کی ولادت بمقام حسین پور گھوسی تقریباً ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ والد ماجد جناب حاجی لعل محمد ابن الٰہی بخش مرحوم ایک دیندار خوش حال شخص تھے، ان کو اپنے دونوں بچوں کو عالم دین بنانے کا بڑا شوق تھا، بڑے صاحبزادے مولانا محمد فاروق رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ نے دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے سند فضیلت حاصل کی۔ قاری صاحب نے ابتدائی تعلیم گھوسی میں حاصل کی، پھر دارالعلوم مئو میں داخلہ لیا اور ابتدائی عربی سے متوسطات تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ سبحانیہ الہ آباد میں داخل ہوکر درسِ نظامی کی منتہی کتابیں پڑھیں اور یہیں استاذ القراء حضرت مولانا قاری محب الدین الہ آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ سے تجوید و قراءت کی تکمیل کی۔ دورہ حدیث کے لیے ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور آئے اور اسی سال دارالعلوم ہذا میں شعبۂ قراءت قائم ہوا تو اعزازی استاذ کی حیثیت سے تدریسی ذمہ داریاں بھی سنبھال لیں اور فراغت کے بعد مستقل مدرس کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوگیا جہاں کئی سال تک فرائض منصبی انجام دیتے رہے، اشرفیہ

https://alislami.net

سے علیٰحدگی کے بعد پانی پت، جلال پور، بنارس، رانچی، ممبئی، گوندیا، جمشید پور، کلکتہ، اترولہ، گھوسی، جودھپور، ناگپور، چھپرہ، کانپور اور نہ جانے کہاں کہاں یہ درویش خدا دینی وعلمی خدمات انجام دیتا رہا اور بعض مقامات پر مدارس، مساجد اور یتیم خانہ کی تعمیر کا اہم کام بھی کیا، یوں تو پوری زندگی درس وتدریس سے تعلق رہا مگر بڑی غیور اور آزاد رو طبیعت پائی تھی، جہاں کہیں چوں چرا ہوئی معرکۂ جدل گرم کرنے کے بجائے کپڑوں کی بقچی بغل میں دبائی اور وداعی سلام کر کے چلے آئے یا زیادہ دن ہوگئے تو سیر وافی الارض پر عمل کرتے ہوئے دبے پاؤں دوسرے مستقر پر چلے آئے، یہی وجہ ہے کہ جم کر کسی ایک مقام پر کام نہ کر سکے مگر موصوف جہاں بھی رہے اپنی بے لوث خدمات، سادگی واخلاص، صاف گوئی اور مرنجاں مرنج شخصیت کا سکہ دلوں پر بٹھا دیا، آج بھی لوگ انھیں نیکی سے یاد کرتے ہیں۔

عمر کے آخری ایام کبر سنی کے باعث ضعف ونقاہت کی نذر ہوگئے تھے، اس لیے مستقل قیام گھر ہی پر رہنے لگا، تعلیم وتدریس کا ذوق آخر دم تک باقی رہا اور پڑھانے کی خواہش کا اظہار کرتے رہے، بالآخر ۱۲؍ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۱؍ اگست ۱۹۹۵ء کو آسمانِ گھوسی کی علمی کہکشاں کا یہ ستارہ ہمیشہ کے لیے ڈوب گیا۔

تصنیف و تالیف:۔ تصنیف و تالیف اور شعر وسخن کا ذوق دارالعلوم اشرفیہ کی معارف پرور فضا میں پیدا ہوا اور وہیں "مصباح التجوید" اور "انکشافِ حقیقت" (دو کتابیں) منظر عام پر آئیں جن کی کافی پذیرائی ہوئی، مدرسہ فاروقیہ بنارس کے زمانۂ قیام میں "ماہنامہ اسلام" جاری کیا اور متعدّد کتابچے شائع کیے، لکھنے پڑھنے کا یہ شغل تمام عمر جاری رہا، چند کتابیں حسب ذیل ہیں:

مصباح التجوید، انکشافِ حقیقت، تفسیر سورۂ فاتحہ، تحقیق نیاز وفاتحہ، اسلامی تعلیم، صبح

https://alislami.net

سعادت، سیرت النبی (منظوم) خیال حرم، پہلے کے سچے مسلمان، آج کے جھوٹے مسلمان، شانِ بندگی وغیرہ۔

مصباح التجوید:۔ قرآن حکیم کا صحتِ تلفظ کے ساتھ پڑھنا امت مسلمہ کے لیے ضروری ہے، اسی اہمیت وضرورت کے پیش نظر صدر اسلام ہی سے اس فن کی تعلیم کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے اور صدہا کتابیں لکھی گئیں، ہندوستان کی آزادی سے پہلے سلیس اردو میں فن تجوید میں ایسی کتابیں کم یاب تھیں جنھیں طالبان قراءت کے درس میں شامل کیا جاسکے، اسی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا قاری محمد عثمان اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ نے **"مصباح التجوید"** لکھی جو طلبہ کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئی اور مدارسِ عربیہ کے نصاب میں آج تک شامل ہے۔

محب گرامی حضرت مولانا قاری احمد جمال صاحب استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی جو دورِ حاضر میں فن تجوید وقراءت کے ممتاز استاذ ہیں جن کی درس گاہ سے سینکڑوں باصلاحیت قراء پیدا ہوئے اور ہند وبیرون ہند میں مدارس و مساجد کی زینت بنے ہوئے ہیں، قاری صاحب موصوف کو شائقین قراءت کی تربیت کا خاص ملکہ ہے، اس فن میں "اتھارٹی" سمجھے جاتے ہیں، آپ نے طلبہ کی آسانی کے لیے کئی کتابوں کی شرح لکھیں اور حاشیہ آرائی کیں، اب اپنے عم مکرم کی کتاب **"مصباح التجوید"** کا شاندار ایڈیشن اپنے گراں قدر مفید حواشی کے ساتھ شائع کر رہے ہیں، اُمید کہ اسے قبول عام کی عزت حاصل ہوگی اور طلبہ کے لیے ایک عمدہ تحفہ ثابت ہوگی۔

محمد عاصم اعظمی

استاذ جامعہ شمس العلوم گھوسی

24/ رمضان المبارک 1422ھ - 10/ دسمبر 2001ء

https://alislami.net

تقریظ

استاذ العلماء جلالۃ العلم، حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری الحاج

حضور حافظ ملت **عبد العزیز** صاحب محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناچیز نے رسالہ مصباح التجوید کا مطالعہ کیا، رسالہ ہٰذا کو نہایت مفید اور نافع پایا، مختصر الفاظ میں علم تجوید کا جامع ہے۔ مصنف سلمہ نے فن تجوید کو نہایت بہترین عنوان و سہل پیرایہ میں جمع کیا ہے، گویا بحر ذخار سے گوہر گراں مایہ نکال کر کنارہ پر رکھ دیا ہے، شائقین فن تجوید قدر دانی کریں، دعا ہے کہ خداوند قدوس شرف قبولیت سے مشرف فرمائے اور مصنف سلمہ کے علم و فضل میں برکت عطا فرمائے۔

فقط

عبد العزیز عفی عنہ

صدر المدرسین

مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور اعظم گڑھ

https://alislami.net

تقریظ

استاذ القراء استاذی الحافظ القاری

المقری **محب الدین احمد صاحب** الٰہ آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

سابق شیخ التجوید والقراءت مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ

یہ کتاب جس کا نام مصباح التجوید ہے شائقین فن کے لیے نہایت مفید ہے، ماشاء اللہ اس کا عنوان بھی جدید ہے، جس کی وجہ سے یہ کتاب قابل دید ہے، اس کو دیکھ کر غایت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ عز اسمہ مؤلف سلمہ کو اجر عظیم عنایت فرمادے اور اس کتاب کو مقبول انام فرمادے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

احقر ابن ضیاء محب الدین احمد

مدرس درس تجوید و قراءت

(مدرسہ سبحانیہ الٰہ آباد)

https://alislami.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَزَّلَ الۡفُرۡقَانَ بِالتَّرۡتِیۡلِ وَاَمَرَنَا بِہٖ کَمَا فِی التَّنۡزِیۡلِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الَّذِیۡ جَوَّدَ الۡقُرۡاٰنَ بِالتَّجۡوِیۡدِ وَاَوۡصٰنَا بِالۡاِتۡقَانِ وَالتَّجۡرِیۡدِ۔ اَمَّا بَعۡدُ!

قرآن مجید کو ترتیل اور تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب[1] اور نہایت ضروری ہے۔

چنانچہ علامہ جزری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیۡہِ فرماتے ہیں:

"مَنۡ لَّمۡ یُجَوِّدِ الۡقُرۡاٰنَ اٰثِمٌ"

ترجمہ: جو شخص قرآن کو تجوید سے نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے۔

اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ترتیل کے متعلق تاکید فرماتا ہے، یعنی:

"وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا"

ترجمہ: (ضرور) ترتیل سے پڑھو قرآن کو۔

اور ترتیل کی تعریف حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ تعالیٰ وَجۡھَہُ الۡکَرِیۡم نے یہ فرمائی ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فائدہ:۔ قاری و مقری کے لیے بروایت حفص رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیۡہِ تین علموں کا جاننا ضروری ہے:

(۱) علم تجوید (۲) علم وقف (۳) علم رسم

اس کتاب میں انھیں تینوں علموں کا بیان ہے، لیکن اس کتاب میں علم تجوید کا بیان مکمل ہے۔ علم وقف، علم رسم کا بیان مختصر ہے، کیوں کہ یہ کتاب خصوصاً علم تجوید ہی میں ہے، علم وقف و علم رسم کے مزید معلومات کے لیے جامع الوقف و معرفۃ الرسوم کا مطالعہ کریں۔

(1) یہاں واجب سے وجوب شرعی مراد ہے جس کے ترک سے گناہ لازم آتا ہے، جیسا کہ محقق فن علامہ جزری رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تعالیٰ عَلَیۡہِ (ولادت: 751، وفات: 833) کا قول آگے آرہا ہے "مَنۡ لَّمۡ یُجَوِّدِ الۡقُرۡاٰنَ اٰثِمٌ" یعنی جو شخص قرآن مجید کو تجوید سے نہ پڑھے گنہگار ہوگا۔

https://alislami.net

"تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ"

یعنی حرفوں کو صحیح مخرج اور صفات کے ساتھ ادا کرنا اور وقف کے مقامات (1) (جگہ) اور کیفیات (2) (قاعدہ) کا جاننا۔

پس جب کہ قرآن پاک کا بھی حکم معلوم ہوگیا، تو اب ایسی صورت میں تجوید کا سیکھنا ہر مسلمان کو نہایت ضروری (3) ہے، اس لیے کہ بلا علم تجوید کے قرآن کا صحیح پڑھنا ممکن نہیں، لیکن الحمد للہ کہ اس فن شریف کا حاصل کرنا کوئی دشوار امر نہیں۔

چنانچہ علامہ جزری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

وَلَیْسَ (4) بَیْنَهٗ وَبَیْنَ تَرْکِهٖ اِلَّا رِیَاضَةُ امْرِیءٍ بِفَکِّهٖ

باقی قرآن کو لہجہ اور خوش آوازی سے مع قواعد تجوید کی رعایت کے پڑھنا، تو یہ چیز محمود اور پسندیدہ ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق جنابِ رسول اکرم صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں: "زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ" یعنی قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو۔ اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا

---

(1) محل وقف مراد ہے، یعنی وقف تام، وقف کافی اور علامت وقف و علامت آیت کا جاننا کہ کس جگہ وقف کیا جائے۔ 12

(2) کیفیتِ وقف مراد ہے، یعنی وقف بالاسکان، وقف بالابدال، وقف بالاشمام، وقف بالروم، وقف بالسکون وغیرہم کا جاننا کہ آخر کلمہ پر کہاں کس طرح وقف کیا جائے۔ 12

(3) قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنا اور حاصل کرنا ہر صاحب قراءت اور روایت پر فی الجملہ فرض عین ہے، اگرچہ علم تجوید فرضِ کفایہ ہے اور قراءت سنت ہے اور دقائق تجوید مستحسنات میں سے ہیں، بہرحال ہر قاریٔ قرآن کے لیے تجوید پر عمل فرضِ عین ہے، اس کا تارک گنہگار ہوگا۔

(4) ترجمہ: اور نہیں ہے کوئی فرق تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے ترک کرنے میں بجز اس کے کہ انسان کو اپنے جبڑے (منہ) سے (تجوید میں) محنت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ 12 منہ

https://alislami.net

ہے: "اِقْرَؤُا(1) الْقُرْءَانَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ" اور "لَیْسَ(2) مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْءَانِ" (وغیرہما) ان دونوں احادیث میں قرآن کو عربی لہجے اور خوش ادائیگی سے پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، لیکن لہجہ کی پابندی میں اگر تجوید کے قواعد بگڑ جائیں تو اس صورت میں لحن (غلطی) لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں۔

اب یہ بھی معلوم کرلینا چاہیے کہ تجوید کس کو کہتے ہیں؟ اس علم کی غرض کیا ہے؟ اس فن کا موضوع کیا ہے؟ پس ہر ایک کو سوال اور جواب کے طور پر لکھتا ہوں۔

تجوید کس کو کہتے ہیں؟

تجوید ایسے قواعد(3) کو کہتے ہیں جن سے حروف قرآنیہ کی صحت ہوتی ہے اور اگر تجوید کے خلاف پڑھا گیا جس سے لحن لازم آئے تو اس کی دو صورتیں ہیں: اوّل یہ کہ حرف بدل جائے یا خلافِ قاعدہ اس کو گھٹا بڑھا دیا جائے، یا زبر زیر پیش جزم اور تشدید وغیرہ میں ردّ و بدل ہو جائے وغیرہ وغیرہ تو اس لحن کو لحنِ جلی کہتے ہیں، جیسے: وَلَا الضَّآلِّیْن کو وَلَا الدَّآلِّیْن یا وَلَا الظَّآلِّیْن اور نَسْتَعِیْنُ کو نَسْتَاعِیْنُ اور اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتُ وغیرہ پڑھنا، اس قسم کی

---

(1) یعنی قرآن مجید کو عربی لہجوں سے پڑھو، قراء کی اصطلاح میں لہجہ اسے کہتے ہیں کہ اچھا کرنا آواز کا موافق تجوید کے اگر لہجہ کی رعایت کرنے میں تجوید کی غلطی ہوگئی تو اس طرح پڑھنا حرام ہے۔ لہجہ کی بہت سی قسمیں ہیں، مثلاً: حجازی، مدنی، مصری، حسینی، عشاقی، رکبی، مایہ وغیرہم ان میں سے جو اہل عرب کے نقل کے مطابق ہوں گے وہ عربی لہجہ ہوگا۔

(2) یعنی نہیں ہے ہمارے طریقے پر وہ شخص جو کہ نہ پڑھے قرآن مقدس کو خوش آوازی سے۔

(3) یعنی حرفوں کو ان کے صحیح مخرج سے نکالنا اور ان میں ان صفات کو ادا کرنا جو ان حرفوں کے لیے لازم اور عارض ہیں، یعنی حرفوں کو مخارج کے ساتھ ساتھ تمام صفاتِ لازمہ و عارضہ کے ساتھ ادا کرنا جن سے حروف قرآنیہ کی صحت ہوتی ہے۔۱۲

https://alislami.net

غلطی کرنے والا گنہگار ہے، کیوں کہ یہ حرام ہے اور اس سے معنی میں فساد پیدا ہوتا ہے، یا لفظ مہمل (بے معنی) ہوجاتا ہے جو بالکل ناجائز ہے اور اگر اس قسم کی غلطی نہ ہو بلکہ وہ صفات [1] جو حرف کی زینت اور تحسین کے لیے ہیں ادا نہ ہوں تو اس کو لحنِ خفی کہتے ہیں، مثلاً: پُر حروف کو باریک پڑھنا، یا اخفاء کی جگہ اظہار، یا اظہار کی جگہ ادغام وغیرہ کرنا (ان سب کا بیان آگے آئے گا) اس غلطی سے بھی بچنا چاہیے کیوں کہ یہ مکروہ بلکہ حرام [2] ہے۔

علم تجوید کا موضوع کیا ہے؟

علم تجوید کا موضوع قرآن کے حروف تہجی ہیں یعنی ا، ب، ت، ث وغیرہ حروف ہجا کے مخارج اور صفات سے بحث کرنا۔

علم تجوید کی غرض کیا ہے؟

قرآن مجید کو صحیح پڑھنا اور خطائے لفظی سے بچنا۔

(1) خواہ صفاتِ عارضہ ہوں یا غیر ممیزہ۔ ۱۲ منہ

(2) لحنِ خفی روایۃً حرام ہے، یعنی جو صفاتِ عارضہ روایت حفص رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَیْہِ سے ثابت ہیں ان کا ادا کرنا، اُن کی روایت میں واجب ہے، ورنہ روایت حفص (رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَیْہِ) ناقص ہوجائے گی، اس لیے اس کے ترک کو مکروہ کے ساتھ ساتھ حرام کہا گیا ہے۔ لحنِ خفی کے حرام ہونے کی دوسری وجہ لحنِ خفی پر مُصِر ہونا بھی ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

استعاذہ اور بسملہ کے احکام

استعاذہ کا کیا حکم ہے؟

قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے استعاذہ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھنا مستحب[1] ہے، چاہے شروع سورہ سے پڑھو یادر میانِ سورہ سے شروع کرو۔

بسملہ کا کیا حکم ہے؟

سورۂ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کے شروع میں بسملہ یعنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا ضروری ہے، البتہ در میانِ سورہ سے پڑھنے والے کو اختیار ہے اگرچہ سورۂ براءۃ (توبہ) ہو، مگر جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۂ نمل میں ہے، وہ قرآن کی اور آیتوں کی طرح در میانِ سورہ کی ایک آیت کا جز ہے۔

فائدہ:۔ جاننا چاہیے کہ قراءت اور سورہ کی بلحاظِ ابتدا اور وسط چار صورتیں ہیں:

(۱) شروع قراءت شروع سورہ

(۲) شروع قراءت در میانِ سورہ

(۳) شروع سورہ در میانِ قراءت

(۴) در میانِ قراءت در میانِ سورہ

ان صورتوں میں دو باتیں یاد کرنے کی ہیں، ایک تو ہر ایک کا حکم، دوسرے ہر ایک کے پڑھنے کا طریقہ، دونوں باتیں بالتفصیل بیان کی جاتی ہیں۔

---

(1) وَالِاسْتِعَاذَةُ عِنْدَنَا سُنَّةٌ مُسْتَحَبَّةٌ۔ ۱۲/ خلاصۃ البیان۔ ۱۲ منہ، یعنی استعاذہ احناف کے نزدیک مستحب ہے۔

https://alislami.net

اوّل صورت:۔ شروع قراءت شروع سورہ کا حکم یہ ہے کہ اس صورت میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ دونوں پڑھنا چاہیے اور ان کے پڑھنے کے چار طریقے ہیں:

(1) **وصل کل:** یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، بِسْمِ اللّٰہِ اور شروع سورہ تینوں کو ملا کر پڑھنا

(2) **فصل کل:** یعنی ہر ایک کو علٰحدہ علٰحدہ پڑھنا

(3) **وصل اول فصل ثانی:** یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کو بِسْمِ اللّٰہِ سے ملا کر اور بِسْمِ اللّٰہِ کو شروع سورہ سے جدا کر کے پڑھنا

(4) **فصل اول وصل ثانی:** یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کو بِسْمِ اللّٰہِ سے جدا کرنا اور بِسْمِ اللّٰہِ کو شروع سورہ سے ملانا۔

دوسری صورت:۔ شروع قراءت درمیانِ سورہ میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا جائز ہے، لہٰذا اگر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی[1] جائے تو فصل کل اور وصل اول فصل ثانی، یہی دو طریقے جائز ہیں اور اگر بِسْمِ اللّٰہِ نہ پڑھی جائے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ کو کلامِ پاک سے فصل[2] کر کے پڑھنا چاہیے۔

تیسری صورت:۔ شروع سورہ درمیانِ قراءت، اس میں صرف بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا ضروری ہے، اَعُوْذُ بِاللّٰہِ نہ پڑھنا چاہیے، بعض لوگ درمیانِ قراءت میں سورۂ توبہ شروع کرتے وقت استعاذہ کرتے ہیں، یہ جائز نہیں اور نہ بِسْمِ اللّٰہِ جائز ہے، اس تیسری

---

(1) اس صورت میں بسملہ برکتہً جائز ہے نہ کہ محلاً۔

(2) وصل بھی جائز ہے مگر اس صورت میں کہ شروع آیت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نام نہ ہو اور نہ کوئی ایسا لفظ ہو جو اس کی صفت واقع ہو، جیسے: ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی'' اور ''اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا''۔12منہ

https://alislami.net

صورت کے پڑھنے کا طریقہ[1] یہ ہے: وصل کل، فصل کل، فصل اول وصل ثانی۔

چوتھی صورت:۔ درمیانِ قراءت درمیانِ سورہ، اس میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ دونوں نہ پڑھنا چاہیے، اس لیے کہ استعاذہ اور بسملہ کا تعلق ابتدا سے ہے۔

حروف کے مخارج کا بیان

مخرج کس کو کہتے ہیں؟

جس جگہ سے حرف ادا ہوتا ہے، اس جگہ کو مخرج[2] کہتے ہیں۔

حرف کس کو کہتے ہیں؟

حرف انسان کی اس آواز کو کہتے ہیں جو منہ کے اندر سے کسی مخرج پر اعتماد کرتے ہوئے خاص کیفیت کے ساتھ باہر نکلتی ہے۔

فائدہ:۔ حروف ہجائیہ کی دو قسمیں ہیں: ایک اصلی دوسرے فرعی۔ حروف اصلیہ وہ ہیں جن کا مخرج معین اور مقرر ہو، اور حروف فرعیہ وہ ہیں جن کا مخرج معین نہ ہو بلکہ وہ حروف دو مخرجوں کے درمیان متردد[3] ہوں۔

---

(1) اس صورت میں یہی تینوں صورتیں جائز ہیں، چوتھی صورت یعنی وصل اوّل فصل ثانی جائز نہیں، کیوں کہ اس صورت میں بسم اللہ کا آخر سورت سے تعلق ہو جائے گا، حالاں کہ بسم اللہ کا شروع سورت سے تعلق ہے۔ ۱۲

(2) مخرج کی دو قسمیں ہیں: (۱) مخرج محقق (۲) مخرج مقدر۔ حرف کی آواز مخرج پر ٹھہر جائے تو اس کو مخرج محقق کہتے ہیں، جیسے: اب کی با وغیرہ کے ادا کرنے میں، یہ تین ہیں: حلق، زبان، ہونٹ۔ ان تینوں کو اصولِ مخارج کہتے ہیں۔ حرف کی آواز مخرج سے نکل کر سانس پر ٹھہر جائے تو اس کو مخرج مقدر کہتے ہیں، یہ دو ہیں: جوف (خالی جگہ) خیشوم (ناک کا بانسہ)۔ ۱۲

(3) یا صفت اصلی سے نکل جائے، جیسے: الف، را وغیرہ کا پُر ہونا، روایت حفص رَحْمَةُ اللّٰهِ تعالیٰ عَلَیْهِ میں حروف فرعیہ

https://alislami.net

اور حروف اصلیہ انتیس (29) ہیں جو مندرجہ ذیل[1] مخارج سے نکلتے ہیں:

ء، ہ: شروع حلق جو سینہ کی جانب ہے، وہاں سے ہمزہ اور ہا نکلتے ہیں۔

ع، ح: درمیانِ حلق سے عین اور حا مہملہ ادا ہوتے ہیں۔

غ، خ: آخر حلق غین اور خا معجمہ کا مخرج ہے، ان کو حروف حلقیہ کہتے ہیں۔ شعر:

حروف حلقی چھ ہیں سن اے مہ لقا
ہمزہ ، ہا پھر عین ، حا پھر غین ، خا

ق: جڑ زبان تالو سے مل کر قاف ادا ہوتا ہے۔

ک: جڑ زبان سے کچھ ہٹ کر کاف کا مخرج ہے۔

ج، ش، ی (غیر مدہ[2]): بیچ زبان تالو سے مل کر جیم، شین، یا غیر مدہ ادا ہوتی ہے۔

سات ہیں:

(۱) حرف غنہ جیسے: مِنْ قَبْلِ (۲) ہمزہ مسہلہ جیسے: ءَاَعْجَمِیٌّ (۳) الف ممالہ جیسے: مَجْرِىٰهَا (۴) الف مفخمہ، جیسے: قَالَ (۵) واو مفخمہ، جیسے: یَقُوْلُ (٦) لام مفخمہ جیسے: اَللّٰهُ (۷) را مفخمہ جیسے: رَسُوْلُ اللّٰهُ۔ ۱۲

فائدہ:۔ حروف کی باعتبار زمانہ چار قسمیں ہیں: زمانی، قریب زمانی، آنی، قریب آنی۔ حروف مدہ: زمانی۔ ضاد: قریب زمانی۔ حروف شدیدہ: آنی۔ حروف مدہ، ضاد اور حروف شدیدہ کے علاوہ سب حروف قریب آنی ہیں۔ ۱۲

(1) یہ مخارج حروف جو بیان کیے جا رہے ہیں حروف اصلیہ کے ہیں، اس لیے ۱۶/ سولہ ہیں، یہ مخارِج حروف علامہ خلیل ابن احمد (استاذ سیبویہ) کے نزدیک ہیں، سترہواں مخرج حرف غنہ کا خیشوم (ناک کا بانسہ) ہے، یہ حرف فرعی ہے۔ سیبویہ کے نزدیک سولہ، فراء کے نزدیک چودہ مخارج ہیں۔ یہ اختلاف ۱۴/۱۶/۱۷/ کا تقارب شدید کی وجہ سے ہوا ہے، ورنہ ہر حرف کا مخرج علٰحدہ اور ایک دوسرے سے جدا ہے۔ ۱۲

(2) جس یا ساکن سے پہلے زیر نہ ہو، اس یا کو یائے غیر مدہ کہتے ہیں، جیسے: عَلَيْنَا، اگر یا مشدد ہو تو وہ بھی غیر مدہ ہے،

https://alislami.net

ض: حافہ (کروٹ) لسان اوپر کے داڑھ سے مل کر ضاؔد ادا ہوتا ہے، اس کا ادا کرنا داہنی جانب کے بہ نسبت بائیں جانب سے آسان ہے۔

ل: کنارۂ زبان ضاد کے بعد[1] سامنے والے مسوڑھے سے مل کر لاؔم ادا ہوتا ہے۔

ن: زبان کی نوک اوپر کے تالو سے مل کر نوؔن ادا ہوتا ہے۔

ر: پشت زبان (جو قریب سرا زبان ہے) تالو سے مل کر راؔ ادا ہوتی ہے۔

ت، د، ط: زبان کا کنارہ اوپر کے سامنے والے بڑے دونوں دانتوں کی جڑ سے تاؔ، داؔل، طاؔ ادا ہوتے ہیں۔

ز، س، ص: اوپر اور نیچے کے سامنے والے دونوں دانتوں کا سرا اور سرا زبان مل کر زاؔ، سیؔن، صاؔد ادا ہوتے ہیں۔

ث، ذ، ظ: اوپر کے بڑے دونوں دانتوں کا سرا اور سرا زبان مل کر ثاؔ، ذاؔل، ظاؔ ادا ہوتے ہیں۔

ف: اوپر کے سامنے والے بڑے دونوں دانتوں کا سرا اور نیچے کے ہونٹ کی تری مخرج فاؔ کا ہے۔

ب، م، و (غیر مدہ[2]): دونوں ہونٹ مل کر باؔ، میؔم، واؔو (غیر مدہ) ادا ہوتے ہیں، لیکن باؔ

جیسے: وَاِیَّاکَ۔ ۱۲ منہ

(1) کذا فی کتاب الرعایہ۔ ۱۲ منہ

(2) جس واؔو ساکن سے پہلے پیش نہ ہو، اس واو کو واو غیر مدہ کہتے ہیں، جیسے: اَوْلیٰ وغیرہ۔ ۱۲ منہ اگر واو مشدد ہو تو وہ بھی

https://alislami.net

میں دونوں ہونٹ کی تری اور میم میں دونوں کی خشکی ملتی ہے، اور نیز یہ کہ میم میں غنہ[1] ہے اور واؔو کے ادا کرتے وقت صرف ہونٹ کے دونوں کنارے ملتے ہیں اور بیچ کھلا رہتا ہے۔

ا، و (مدہ)، ی (مدہ): حلق کی خالی جگہ سے الفؔ ادا ہوتا ہے، اور بیچ زبان تالو کی خالی جگہ سے یاؔ مدہ ادا ہوتی ہے، اور ہونٹ کی خالی جگہ سے واؔو مدہ ادا ہوتا ہے، اس مخرج کو جوفؔ (خالی جگہ) کہتے ہیں۔

حروف کے صفات کا بیان

اوپر کے بیان سے تمہیں معلوم ہوا کہ تجوید نام ہے قرآن کے حروف کو ان کے صحیح مخرج اور صحیح صفات کے ساتھ ادا کرنے کا، لہٰذا حرفوں کے مخارج معلوم کرنے کے بعد صفات کے جاننے کی بھی ضرورت ہے، اس لیے صفات کا بیان اب کیا جاتا ہے۔

صفت کس کو کہتے ہیں؟ اس کی قسمیں اور ہر ایک کی تعریف بیان کرو:

حرف اپنے مخرج سے جس انداز اور کیفیت کو لے کر ادا ہوتا ہے، اس انداز اور کیفیت کو صفت کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں: ایک بطریقِ لزوم کہ ہر حال میں پائی جائے، اس کو صفت لازمہ کہتے ہیں، دوسری بطریقِ عروض کہ جو کبھی کسی وجہ سے پائی جائے، اس کو صفت عارضہ کہتے

غیر مدہ ہے۔ جیسے: کُوِّرَتْ۔ ۱۲

(1) میم مظہرہ میں صفت غنہ ہے، اسی طرح نون مظہرہ میں بھی صفت غنہ ہوگا، میم و نون مخفی میں حرف غنہ ہوگا، اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے۔

https://alislami.net

ہیں۔ پھر صفت لازمہ (1) کی دو قسمیں ہیں: ایک **متضادہ** کہ جس کے مقابل اور ضد میں کوئی دوسری صفت بیان کی جائے، دوسری **غیر متضادہ** کہ جس کے مقابل اور ضد میں کوئی دوسری صفت نہ بیان کی جائے۔ صفات متضادہ ۱۰/ دس ہیں، جن میں پانچ صفتیں پانچ کی ضد ہیں، ہر ضد والی صفت کو اس کی ضد کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

ھمس جھر:۔ ہمس کے حروف "فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَکَتْ" ہیں، ان کو مہموسہ کہتے ہیں، ان کے ادا میں سانس جاری رہتی ہے، جیسے: **فَحَدِّثْ** کی ثا اور جہر کے حروف مہموسہ کے علاوہ ہیں، ان کو مجہورہ کہتے ہیں، ان کے ادا میں سانس مخرج میں بند ہوجاتی ہے، جیسے: **اِذْ** کی ذال۔

شدت رخو:۔ شدت کے حروف "اَجِدُ قَطٍّ بَکَتْ" ہیں، ان کو شدیدہ کہتے ہیں، ان کے ادا کرنے میں آواز سخت ہوکر مخرج میں بند ہوجاتی ہے، جیسے: **مَأْکُوْلٍ** کا ہمزہ، رخو کے حروف "اَجِدُ قَطٍّ بَکَتْ" اور "لِنْ عُمَرْ" کے حروف کے علاوہ ہیں، ان کے ادا میں آواز نرم ہوتی ہے اور جاری رہتی ہے، جیسے: **مَشْهُوْدًا** کی شین، اور "لِنْ عُمَرْ" کے حروف میں کچھ شدت اور

---

(1) یہ قسمیں باعتبار تقابل ہیں، صفت لازمہ کی باعتبار تمایز بھی دو قسمیں ہیں: صفت لازمہ ممیزہ، صفت لازمہ غیر ممیزہ۔

صفت لازمہ ممیزہ: اس کو کہتے ہیں جو کسی صفت لازمہ سے مشتبہ الصوت حرفوں میں یا ایک مخرج کے دو حرفوں میں امتیاز حاصل ہو، جیسے: صاد کو سین سے صفت اطباق واستعلاء کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے، عین کو حا سے صفت جہر و توسط کی وجہ سے امتیاز حاصل ہے۔

صفت لازمہ غیر ممیزہ: اس کو کہتے ہیں جو کسی صفت لازمہ سے ان دو صورتوں میں یعنی مشتبہ الصوت حرفوں میں یا ایک مخرج کے دو حرفوں میں امتیاز حاصل نہ ہو، جیسے: حرفِ صاد میں صرف صفت اطباق نہ ادا کیا جائے وغیرہ۔ ۱۲

https://alislami.net

رخو کی صفتیں پائی جاتی ہیں (یعنی شدت اور رخو کے درمیان ایک حالت ہے) اس لیے اس کو متوسطہ کہتے ہیں، یہ صفت اگرچہ متضادہ[1] نہیں ہے مگر چوں کہ متضادہ ہی سے پیدا ہوئی ہے، اس لیے متضادہ میں بیان کی جاتی ہے۔

استعلاء استفال:۔ استعلاء کے حروف ''خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ'' ہیں، ان کو مُسْتَعْلِیَہ کہتے ہیں، ان کے ادا کرنے میں زبان کی جڑ اوپر اٹھنا چاہیے (تاکہ یہ حروف پُر ہوں) جیسے: اَلْمَغْضُوْبِ کی غَینؔ، استفال کے حروف مُسْتَعْلِیَہْ کے علاوہ ہیں، ان کو مُسْتَفِلَہْ کہتے ہیں، ان کے ادا میں زبان کی جڑ تالو کی طرف نہ اٹھے، جیسے: جِبَاهُهُمْ کے حروف۔

اطباق انفتاح:۔ اطباق کے حروف ''ص، ض، ط، ظ'' ہیں، ان کو مُطْبَقَہْ کہتے ہیں، ان کے ادا کرنے میں بیچ زبان تالو کو ڈھانک لے، جیسے: وَاصْبِرْ کا صادؔ، انفتاح کے حروف مُطْبَقَہْ کے علاوہ ہیں ان کو مُنْفَتِحَہْ کہتے ہیں، ان کے ادا میں بیچ زبان تالو سے جدا رہنی چاہیے، جیسے: مِثْلُهَا کی ثاؔ۔

اذلاق اصمات:۔ اذلاق کے حروف ''فَرَّ مِنْ لُّبٍ'' ہیں، ان کو مُذْلَقَہْ کہتے ہیں، ان کے ادا میں کنارۂ زبان سے لؔ، رؔ، نؔ اور ہونٹ سے فؔ، بؔ، مؔ آسانی کے ساتھ ادا ہوں، جیسے: فَلِمَ کے حروف۔ اور اصمات کے حروف مُذْلَقَہْ کے علاوہ ہیں، ان کو مُصْمَتَہْ کہتے ہیں، ان کو جماو کے ساتھ ادا کرنا چاہیے ورنہ صاف ادا نہ ہوں گے، جیسے: مَحْمُوْدًا کی حاؔ۔

---

(1) یہ صفت توسط نہ صفت شدت کی اور نہ صفت رخو کی ضد ہے بلکہ ان دونوں صفتوں کی درمیانی حالت ہے، یعنی ان حرفوں کو ادا کرنے میں نہ زیادہ سختی اور نہ زیادہ نرمی ہوگی، اس لیے یہ صفت فرعی ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

صفات غیر متضادہ کا بیان

صفات غیر متضادہ سات ہیں، ان سے بھی حروف میں امتیاز ہوتا ہے اور حرفوں کو ان سے تقویت ہوتی ہے۔

(۱) **صفیر**:۔ یہ صفت صاد، زا، سین میں پائی جاتی ہے، ان کے ادا میں آواز سیٹی کے مثل نکلے، جیسے: تَصْلٰی کا صاد۔

(۲) **تفشی**:۔ یہ صفت شین معجمہ کی ہے، اس کے ادا کرتے وقت آواز اس کے مخرج میں پھیلی ہوئی ہونی چاہیے، جیسے: شَیْءٍ کی شین۔

(۳) **قلقلہ**[1]:۔ اس کے حروف "قُطْبُ جَدٍّ" ہیں، ان کے ادا میں ایک لوٹتی ہوئی آواز نکلنی چاہیے، جیسے: وَاقٍ کا قاف، جب یہ حرف ساکن ہوتا ہے تو یہ صفت خوب ظاہر ہوتی ہے اور جب متحرک ہوتا ہے تو حرکت کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔

(۴) **انحراف**:۔ اس کے حروف لام اور را ہیں، ان کے ادا میں آواز کو اپنے اپنے مخرج کی طرف پھرنا چاہیے، یعنی ان کو اس طرح ادا کریں کہ لام را کی طرف، یا را لام کی طرف مائل نہ ہو، جیسے: بعض بچوں سے ہو جاتا ہے، مثل: اَرْبَاب اور اَلْبَاب کے۔

(۵) **لین**:۔ یہ صفت واو اور یا کی ہے (اس حال میں کہ یہ دونوں ساکن ماقبل مفتوح ہوں) ان حروف کو اس طرح نرم ادا کریں کہ اگر مد کرنا چاہیں تو مد کر سکیں، جیسے: خَوْفٍ اور خَیْرٍ۔

---

(1) قلقلہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ اس کے حروف کو ادا کرتے وقت مخرج میں سختی کے ساتھ جنبش دینا، جس کی وجہ سے لوٹتی ہوئی آواز ظاہر ہو، لوٹتی ہوئی آواز عارض بالصفت ہے، جنبش دینا صفت لازمہ، جس طرح صفت استعلاء کے حروف میں جڑ زبان کا اوپر اٹھنا لازم ہے اور حرف کا پُر ہونا عارض بالصفت ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

(٦) **تکریر**:۔ یہ صفت رؔا میں پائی جاتی ہے، اس کے ادا کرتے وقت تھوڑا سا جماؤ ہونا چاہیے ورنہ جماؤ اور قرار نہ ہو تو ایک رؔا کے بجائے کئی رؔا ہو جائے گی، جیسے: اَلرَّحْمٰنُ وغیرہ۔

(٧) **استطالت**:۔ یہ صفت ضادؔ معجمہ میں پائی جاتی ہے، اس کو اس طرح ادا کریں کہ اس کے مخرج سے آواز تدریجاً نکلے، یعنی شروع مخرج سے آخر مخرج تک آواز درجہ بدرجہ نکلنی چاہیے، کیوں کہ اگر آواز یک بیک نکلے گی تو حرف میں نقصان واقع ہو گا اور صفت استطالت مفقود ہو جائے گی، یعنی درازیٔ صوت نہ پائی جائے گی، جیسے: وَلَا الضَّآلِّیْنَ کا ضادؔ۔

یہ صفت اور یہ حرف تمام صفتوں اور حرفوں سے سخت ہے، اس کے ادا پر ہر ایک کو قدرت نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ بجائے کنارۂ زبان سے ادا کرنے کے زبان کی نوک اور ثنایا علیا کی جڑ سے ادا کرتے ہیں اس وجہ سے دال (پُر) ہو جاتی ہے، یا ظاؔ سے مشابہ ہونے کی وجہ سے (جیساکہ اردو زبان میں ارض، ضلع، ضرور وغیرہ وغیرہ الفاظ کو "ظؔ" سے پڑھتے ہیں اور بولتے ہیں) ظاؔ (پُر) پڑھتے ہیں، حالاں کہ یہ دونوں غلط ہیں، بلکہ اس کے ادا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ حافہ لسان (زبان کی کروٹ) کو داڑھ سے رگڑ لگے اور زبان کی نوک صفت اطباق کی وجہ سے تالو سے منطبق (یعنی اوپر اٹھی) رہے، پس جو آواز حافہ لسان کی رگڑ سے ظاہر ہو گی وہی صفت استطالت ہے، مثل: ضَعْفٍ اور وَاخْفِضْ کے، یہ صفت اس کی ذاتی اور ممیزہ ہے۔

تنبیہ:۔ صفاتِ لازمہ میں تم غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہر حرف میں کم از کم پانچ صفتیں متضادہ سے اور ایک یا دو صفتیں غیر متضادہ سے ضرور پائی[1] جائیں گی، مثلاً: "رؔ" کہ اس میں

---

(1) صفت غیر متضادہ تمام حرفوں میں نہیں پائی جائے گی، صرف زاؔ، سینؔ، صادؔ، شینؔ، قافؔ، طاؔ، باؔ، جیمؔ، دالؔ، لامؔ، راؔ، ضادؔ، واوؔ، یاؔ ساکن ماقبل زبر اور نونؔ، میمؔ مظہرہ میں صفت غنہ، البتہ صفت متضادہ تمام حرفوں میں پائی جائے گی۔ ۱۲

https://alislami.net

جہر، توسط، استفال، انفتاح، اذلاق متضادہ سے، اور تکریر، انحراف غیر متضادہ سے، کل سات صفتیں پائی جاتی ہیں، اسی طرح بقیہ حرفوں میں صفاتِ لازمہ جاری کرو۔

صفاتِ ممیزہ کا بیان

صفاتِ لازمہ میں جو صفت ایک دوسرے سے مشابہ ہونے والے حرفوں کو تمیز دے وہ ممیزہ ہیں، ورنہ غیر ممیزہ ہیں۔ یہاں صرف صفات ممیزہ بیان کیے جارہے ہیں:

حرف سینؔ ممتاز ہے ثاؔ سے صفت صفیر کی وجہ سے، اور صاؔد ممتاز ہے سینؔ سے استعلاء کی وجہ سے، اور زاؔ ممتاز ہے ذاؔل سے صفیر کی وجہ سے، اور ظاؔ ممتاز ہے ان دو حرفوں سے استعلاء کی وجہ سے [1]، اور شینؔ معجمہ ممتاز ہے سینؔ سے تفشی کی وجہ سے، اور طاؔ ممتاز ہے تاؔ سے استعلاء کی وجہ سے، اور راؔ ممتاز ہے لاؔم سے تکریر کی وجہ سے، اور قاؔف ممتاز ہے کاؔف سے استعلاء کی وجہ سے۔ پس جن صفات سے امتیاز ہوا ہے وہ ممیزہ ہیں، باقی ان حرفوں میں دوسرے اور صفات جو پائے جاتے ہیں وہ غیر ممیزہ ہیں لیکن ان کو غیر ضروری نہ سمجھنا چاہیے، مثلاً: خاؔ اور غینؔ میں صفت استعلاء ہے، اگر یہ صفت ان میں ادا نہ کی جائے تو خاؔ مہمل ادا ہو کر کھا اور غینؔ گاف سے بدل کر غافل سے گافل ہو جائے گا۔ (وقس علی ھٰذا)

الف اور ہمزہ کی پہچان

(۱) الف ہمیشہ ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے۔	(۱) ہمزہ کبھی متحرک ہوتا ہے اور کبھی ساکن۔
(۲) الف ہمیشہ مدہ ہوتا ہے۔	(۲) ہمزہ میں ہمیشہ ضغطہ (جھٹکا) ہوتا ہے۔

(1) حرف ضاؔد ممتاز ہے ان تینوں حرفوں سے یعنی زاؔ، ذاؔل، ظاؔ سے صفت استطالت کی وجہ سے۔ ۱۲

https://alislami.net

(۳)الف کبھی کلمہ (لفظ) کے شروع میں نہیں آتا۔	(۳)ہمزہ کلمہ میں ہر جگہ آتا ہے۔
(۴)الف کی آواز اپنے مخرج پر اعتماد (ٹھہرنا) نہیں کرتی بلکہ ہوا پر تمام ہوتی ہے۔	(۴)ہمزہ کی آواز اپنے مخرج پر اعتماد کرتی ہے۔
(۵)الف میں صفت رخو ممیزہ ہے۔	(۵)ہمزہ میں صفت شدت ممیزہ ہے۔
(٦)الف کی رسم خاص ہے، یعنی ایک کشش ہے جو اس صورت "ا" کی ہوتی ہے۔	(٦)ہمزہ کی کوئی اصلی صورت نہیں ہے، عین کا سر "ء" ہمزہ کی صورت نہیں ہے بلکہ ہمزہ کی پہچان کی علامت بنائی گئی ہے۔

لیکن جب ہمزہ ساکن اور اس کے قبل زبر ہو تو عین کا سرا بھی نہیں ہوتا بلکہ صرف الف کی کشش ہوتی ہے تو جو شخص عربی سے ناواقف ہے وہ یہ نہیں سمجھ سکتا کہ الف ہے یا ہمزہ۔ پس ایسی صورت میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب الف پر جزم لکھا ہو تو ہمزہ (1) ہے ورنہ الف، کیوں کہ الف جزم کا محتاج نہیں ہے۔ پس "قَالَ، رَمیٰ" اور اس کے مثل میں الف ہے اور "اْمَرَ، مَاْكُوْلٍ، بَاْسٌ" اور اس کے مثل میں ہمزہ ہے۔

فائدہ:۔ ہمزہ دو قسم پر آتا ہے: ایک وہ جو کلمہ سے کبھی نہیں گرتا، اس کو ہمزہ اصلی اور قطعی (2) کہتے ہیں، دوسرے وہ ہمزہ جو کسی حرف یا کلمہ کے ملانے سے گر جاتا ہے، ایسے ہمزہ کو وصلی اور عارضی (3) کہتے ہیں، یہ ہمزہ ہمیشہ کلمہ کے شروع میں آتا ہے، جو شخص عربی نہیں جانتا اس

(1) یہ اس بنا پر لکھا گیا ہے کہ ایسے مقامات پر جزم لکھا ہوا ہوتا ہے۔ ۱۲

(2) جیسے: بِاَنَّهٗ کا ہمزہ جو حالت وصل میں نہیں گرتا۔

(3) جیسے: بِاللّٰهِ کا ہمزہ جو حالت وصل میں گر جاتا ہے۔

https://alislami.net

کو اصلی اور وصلی میں تمیز نہیں ہو سکتی اور نہ میری نظر سے ان کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ گزرا ہے۔

صفاتِ عارضہ[1] کا بیان

صفاتِ عارضہ میں کسی نہ کسی روایت کی پابندی ضروری ہے۔ اور چوں کہ عموماً حفص رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْهِ کے متبع زیادہ ہیں، اس لیے ہم انھیں کے موافق صفاتِ عارضہ کے قواعد بیان کریں گے، پس اگر کسی نے صفاتِ عارضہ نہ ادا کیا تو لحن کے علاوہ دوسری غلطی یہ ہوگی کہ روایت کے خلاف ہوگا۔

چوں کہ صفاتِ عارضہ میں چند باتیں بکثرت آتی ہیں، اس وجہ سے ان کو ذیل میں بیان کرتا ہوں تاکہ اچھی طرح سمجھ لو۔

حرکت[2]:۔ زبرؔ، زیرؔ، پیشؔ کو کہتے ہیں اور جس حرف پر حرکت ہو، اس حرف کو متحرک کہتے ہیں۔

ضمہ[3]:۔ پیشؔ کو کہتے ہیں اور جس حرف پر ضمہ ہو اس حرف کو مضموم کہتے ہیں۔

فتحہ[4]:۔ زبرؔ کو کہتے ہیں اور جس حرف پر فتحہ ہو اس حرف کو مفتوح کہتے ہیں۔

---

(1) صفت عارضہ کی دو قسمیں ہیں: عارض بالصفت، عارض بالحرف۔ عارض بالصفت: جو کسی صفت لازمہ کی وجہ سے پیدا ہو، جیسے: حرف کا پُر ہونا بوجہ استعلاء وغیرہ۔ عارض بالحرف: جو کسی دوسرے حرف کے ملنے کی وجہ سے پیدا ہو، جیسے: اخفاء وادغام وغیرہ کا ہونا، مثلاً: مِنْ قَبْلِ، مَنْ يَّقُوْلُ وغیرہ۔ ۱۲

(2) جو آواز کسی حرف پر قصداً زائد کی جاتی ہے اس کو حرکت کہتے ہیں، حرکت کو خوب صاف طور پر ادا کرنا چاہیے، اگر حرکت میں کمی ہوگئی یا حرکت مجہول ہوگئی یا حرکت ایک دوسرے سے مشابہ ہوگئی تو لحنِ خفی ہوگی۔

(3) ضمہ:۔ دونوں ہونٹوں کے ملنے اور گول ہونے سے ادا ہوتا ہے، جیسے: اَلْحَمْدُ کی دال ادا کرنے میں۔

(4) فتحہ:۔ منہ اور آواز کے کھلنے سے ادا ہوتا ہے، جیسے: قَالَ کے لامؔ ادا کرنے میں۔

https://alislami.net

کسرہ[1]:۔ زیر کو کہتے ہیں اور جس حرف پر کسرہ ہو اس حرف کو مکسور کہتے ہیں۔

تنوین[2]:۔ دو زبر، دو زیر، دو پیش کو کہتے ہیں اور جس حرف پر تنوین ہو اس حرف کو منوّن کہتے ہیں۔ چوں کہ یہ اداءً نون ساکن[3] ہے، اس وجہ سے بحالتِ وصل یہ نون ساکن کے حکم میں ہے۔

تشدید:۔ حرف کو ساکن پڑھ کر اس کو فوراً متحرک کرنا، جیسے: **عَنَّا** وغیرہ۔

ساکن:۔ جس حرف پر سکون (جزم) ہو، جیسے: **عَنْ** وغیرہ۔

تنبیہ:۔ صفاتِ عارضہ کے متعلق تین قسم کے بیانات ہوں گے اور ہر ایک کا حکم علٰحدہ علٰحدہ بیان ہو گا۔

---

(1) کسرہ:۔ منہ اور آواز کے دبنے سے ادا ہوتا ہے، جیسے: اَلْمَغْضُوْبِ کی با ادا کرنے میں، اگر ضمہ میں دونوں ہونٹ نہ ملے اور کسرہ میں منہ اور آواز دبی ہوئی نہ معلوم ہو تو وہ حرکت مجہول ہو جائے گی، جو کہ غلطی ہے۔ ۱۲

حرکت کی دو قسمیں ہیں: حرکت اصلی، حرکت عارضی۔ جس حرف پر پہلے سے حرکت ہو، اس کو حرکت اصلی کہتے ہیں، جیسے: اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے ہمزہ کی حرکت، اگر کسی ساکن حرف کے ادا کرنے کے لیے ابتدا میں یا اجماعِ ساکنین کی وجہ سے کلمہ کے آخر ساکن حرف پر حرکت دی جائے، اس کو حرکت عارضی کہتے ہیں، جیسے: اَلْحَمْدُ کے ہمزہ پر اور اَنْذِرِ النَّاس کی را پر جو حرکت ہے۔

جس طرح حرف کی دو قسمیں ہیں: حرف اصلی اور حرفِ فرعی، اسی طرح حرکت کی بھی دو قسمیں ہیں: حرکت اصلیہ، حرکت فرعیہ۔ جس حرکت میں کسی دوسرے حرکت کا اختلاط نہ ہو اس کو حرکت اصلیہ کہتے ہیں، وہ تین ہیں: فتحہ، ضمہ، کسرہ۔ جس حرکت میں کسی دوسرے حرکت کا اختلاط ہو اس کو حرکت فرعیہ کہتے ہیں۔ حفص رَحْمَۃُ اللہِ تعالیٰ عَلَیْہِ کی روایت میں صرف ایک ہی حرکت ہے فتحہ ممالہ۔ ۱۲

(2) دو زبر کے دوسرے زبر، دو زیر کے دوسرے زیر، دو پیش کے دوسرے پیش کو تنوین کہتے ہیں، کتاب میں جو تعریف کی گئی ہے وہ مبتدیوں کے سمجھانے کے لیے ہے۔ ۱۲ منہ

(3) صرف اسماً اور رسماً فرق ہے، حکماً دونوں ایک ہیں۔

https://alislami.net

پہلا بیان [1] حروف کے پُر اور باریک پڑھنے کا:

پُر حرف کا مطلب یہ ہے کہ حرف موٹا پڑھا جائے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ حرف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف اٹھے، پُر حرف کو ہونٹ سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔

(ا) ''خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ'' کے حروف ہمیشہ پُر پڑھے جائیں گے، اگرچہ ان حرفوں پر زیر ہی کیوں نہ ہو، جیسے: قِتَالٍ اور خَالِقٍ کا قاف۔

تنبیہ:۔ ا، ل، ر، کبھی پُر اور کبھی باریک پڑھے جاتے ہیں، اس لیے اس کے قواعد کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

(۲) الف سے پہلے پُر حرف [2] ہوگا تو الف [3] بھی پُر ہوگا،

---

(1) یہاں سے عارض بالصفت کا بیان شروع ہو رہا ہے، یعنی حرفوں کے پُر اور باریک کا بیان۔ حرف کا پُر ہونا بوجہ صفت استعلاء اور باریک ہونا بوجہ صفت استفال ہے۔ الف، لام، را، واو غیر مستقل پُر ہوتے ہیں اور حروف استعلاء ''خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ'' مستقل پُر ہوتے ہیں، دونوں کا پُر ہونا عارض ہے، یعنی عارض بالصفت، البتہ صفت استعلاء دونوں کے لیے لازم ہے، صرف مستقل اور غیر مستقل کا فرق ہے۔ ۱۲

(2) پُر حروف یہ ہیں: خا، صاد، ضاد، طا، ظا، غین، قاف، را، لام اللہ ماقبل زبر پیش کی حالت میں۔

(3) ایک صاحب جن کا اسم گرامی قاری محمد علی عرف محمد عبدالمنان ابن آغا شجاعت علی جہانگیر نگری مشہور شہر ڈھاکہ ہیں، انھوں نے اپنی لاعلمی کی بنا پر نہیں، بلکہ اپنی تحقیق اور تردید کی بنا پر اپنی کتاب ''مفید القاری'' میں تفخیم الف کے بابت جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں:

''جاننا چاہیے کہ الف جس کو مدہ کہتے ہیں، جب حرفِ تفخیم کے بعد آوے تو خوب خیال رکھے کہ حرف پُر کے ساتھ الف نہ پُر ہو جائے، جیسا کہ خَالِدِیْنَ اور صَالِحِیْنَ وغیرہ میں، کیوں کہ عاجز نے کسی معتبر کتاب میں نہیں دیکھا، اگر کسی صاحب کی نظر میں پڑے اور معتبر بھی ہو تو عاجز کو دکھا دیں اور عمل میں بھی لادیں، بشرطیکہ عاجز زندہ رہے، ورنہ اس کتاب میں لکھ دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ''۔

اب معلوم نہیں قاری صاحب موصوف زندہ ہیں یا نہیں اور مفید القاری کے ہر نسخوں میں لکھنا میرے

https://alislami.net

جیسے: قَالَ(1) وغیرہ، ورنہ باریک پڑھا جائے گا، جیسے: حَالَ وغیرہ۔

(۳) لفظ اللہ سے پہلے فتحہ یا ضمہ ہو گا تو اللہ کا لآم پُر ہو گا، جیسے: نَاقَةُ اللّٰهِ اور مِنَ اللّٰهِ اور اگر قبل کسرہ ہو گا تو لآم باریک پڑھا جائے گا، جیسے: بِسۡمِ اللّٰهِ وغیرہ (اور رآ کے پُر پڑھنے کے کئی قاعدے ہیں) اس لیے نمبروار لکھے جاتے ہیں:

(۱) رآ پر فتحہ یا ضمہ ہو گا تو رآ پُر ہو گی، جیسے: رَيۡبَ، رُزِقُوۡا(2)۔

(۲) رآ ساکن سے پہلے ضمہ یا فتحہ(3) ہو تو رآ پُر ہو گی، جیسے: قُرۡءَانٌ، بَرۡقٌ۔

امکان میں نہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب میں اس کی عبارت نقل کر کے تفخیم الف کے متعلق کچھ لکھ دوں تا کہ ناظرین کو الجھن نہ ہو۔

الف کا پُر ہونا درایۃً اور روایۃً دونوں طرح محقق ہیں۔ چنانچہ خلاصۃ البیان میں ہیں: ''فالالف تابع لما قبلہ فی الصفۃ کما فی الذات''۔ اس سے درایت کا بھی حال معلوم ہو گیا۔

اور فوائد مکیہ میں ہے کہ الف سے پہلے پُر حرف ہو گا تو الف بھی پُر ہو گا، اس کے علاوہ ''کتاب الرعایۃ'' صفحہ ۲۵ کی مختصر عبارت نقل کرتا ہوں:

''ومثلھا فی التفخیم فی کثیر من الکلام الرا والالف واللام نحو ربکم ۔۔۔۔ الخ''۔ یہ کتاب ۴۲۰ھ کی مطبوعہ ہے اور نشر میں ہے: ''واما الالف فالصحیح انھا لا توصف بترقیق ولا تفخیم بل یحسب ما یتقدمھا فانھا تتبعہ ترقیقا وتفخیما۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واما بعض المتاخرین وعلی ترقیقھا بعد الحروف المفخمۃ فھو شیء وھم فیہ ولم یسبقہ الیہ احد۔۔۔۔ اعلم ایھا القاری ان من انکر تفخیم الالف فانکارہ اما صادرۃ عن جھلہ او التمسک ببعض الکتب التجوید التی اھمل مصنفوھا فیھا التصریح بذکر تفخیم الالف فعلیک الرجوع الی کتبہ المعتبرۃ والاجتناب عن مثل ذلک الھفوات''۔ ۱۲

(1) خواہ ماقبل والے حرف کی تفخیم مستقل ہو، جیسے: قَالَ وغیرہ یا تفخیم غیر مستقل ہو، جیسے: ذِكۡرٰى وغیرہ، یا پُر حرف کے بعد الف عارضی ہو (یعنی وقفاً ہو) جیسے: رَهَقًا سے رَهَقَا، كَثِيۡرًا سے كَثِيۡرَا وغیرہ۔

فائدہ:۔ اسی طرح واو مدہ بھی پُر ہو گا حرف مفخم کے بعد آنے سے، جیسے: وَالطُّوۡرِ وغیرہ۔

(2) اگر زیر ہو تو باریک ہو گی، جیسے: رِزۡقًا۔

(3) اگر زیر اصلی ہو تو باریک ہو گی، جیسے: فِرۡعَوۡنَ۔

https://alislami.net

(۳) رَا مشدد پر ضمہ یا فتحہ ہو تو رَا پُر ہوگی[1]، جیسے: مِنۡ رَّبِّكُمۡ، مِنۡ رُّوۡحِنَا۔

(۴) رَا ساکن سے پہلے کسرہ ہو اور اس رَا کے بعد کوئی پُر حرف اسی کلمہ[2] میں ہو تو ایسی رَا پُر ہوگی، جیسے: فِرۡقَةٍ، لیکن فِرۡقٍ میں پُر اور باریک دونوں[3] جائز ہیں۔

(۵) رَا ساکن سے پہلے کسرہ عارضی (یعنی کسی وجہ سے آیا) ہو تو رَا پُر ہوگی،

جیسے: اِرۡجِعُوۡا، اِرۡكَبۡ۔

(۶) رَا ساکن سے پہلے کسرہ دوسرے کلمہ میں ہو تو رَا پُر ہوگی، جیسے: اَلَّذِی ارۡتَضٰی۔

(۷) جو رَا متحرکہ یا مشددہ وقف کی وجہ سے ساکن ہو تو وہ رَا ساکنہ کے حکم میں ہے، پس اگر رَا موقوفہ سے پہلے یا ساکن ہو تو رَا باریک ہوگی، اگرچہ اس کے قبل زبر ہی کیوں نہ ہو، جیسے: خَيۡرٌ وغیرہ، غرضیکہ رَا موقوفہ سے پہلے اگر ساکن ہو تو تیسرے حرف کی حرکت کے لحاظ سے حکم دیا جائے گا مگر قبل کسرہ اور یَا ساکنہ کی صورت میں ترقیق (باریک) ہوگی۔[4]

فائدہ:۔ حروف مستعلیہ اور "ا، ل، ر" کے علاوہ تمام حروف ہمیشہ باریک پڑھے جائیں گے۔

---

(1) اگر زیر ہو تو باریک ہوگی، جیسے: بِالۡبِرِّ۔

(2) اگر پُر حرف دوسرے کلمہ میں ہو تو باریک ہوگی، جیسے: فَاصۡبِرۡ صَبۡرًا۔

(3) قاف کی وجہ سے رَا پُر اور بین الکسرتین کی وجہ سے رَا باریک ہوگی۔

(4) جیسے: اَلسِّحۡرُ، قَدِيۡرُ، خَيۡرُ وغیرہ اور اگر فتحہ وضمہ ہو تو رَا پُر ہوگی، جیسے: اَلۡقَدۡرُ، اَلنُّوۡرُ۔

https://alislami.net

دوسرا بیان[1] مد کے متعلق:

تعریف مد:۔ حرف مد کو اس کے اصلی مقدار سے (روایت کے موافق) کسی معین حد تک بڑھانا، اسی کو مد یا مد فرعی کہتے ہیں۔

محل مد:۔ یعنی جن حرفوں پر مد ہوتا ہے، وہ دو قسم پر ہیں: حروف مدہ، حروف لین۔ حروف مدہ تین ہیں: واؔو، یاؔ، الفؔ۔

(۱) واؔو ساکن ماقبل مضموم ہو تو اس واؔو کو واو مدہ کہتے ہیں، جیسے: قَالُوْا وغیرہ۔

(۲) یاؔ ساکن ماقبل مکسور ہو تو اس یا کو یا مدہ کہتے ہیں، جیسے: بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔

(۳) الفؔ ہمیشہ مدہ ہوتا ہے (یعنی الف ہمیشہ ساکن ماقبل مفتوح ہوتا ہے)، جیسے: مَا وَلَا۔

یہ تینوں حروف ''نُوْحِیْهَا'' اور ''اُوْتِیْنَا'' میں جمع ہیں۔ اور حروف لین دو ہیں: واؔو اور یاؔ، جب کہ یہ دونوں ساکن ماقبل مفتوح ہو، جیسے: خَوْفٍ، خَیْرٍ۔

سبب مد:۔ یعنی جس وجہ سے مد[2] ہوتا ہے وہ دو ہیں: ہمزؔہ اور سکوؔن۔ حرف مد کے

---

(1) یہاں سے صفاتِ عارضہ کی دوسری قسم یعنی عارض بالحرف کا بیان شروع ہو رہا ہے، یہ دو طریقے سے واقع ہوتے ہیں، ایک حالت وصل میں، مثلاً: مد واخفاء وادغام وغیرہم جیسے: مَآ اُنْزِلَ، مِنْ قَبْلِ، مَنْ یَّقُوْلُ وغیرہ، دوسرا حالت وقف میں، جیسے: وقف اسکان و ابدال وغیرہ۔ حالت وصل کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک کلمہ میں ہو، مثلاً: مد متّصل، جیسے: شَآءَ، یا ادغام واخفاء وغیرہ ایک کلمہ میں ہو، جیسے: بَسَطْتَّ، یَنْشُرُ وغیرہ۔ (۲) دو کلمے میں ہوں مثلاً مد منفصل، جیسے: بِمَآ اُنْزِلَ، یا ادغام واخفاء وغیرہ، جیسے: مَنْ یَّقُوْلُ، مِنْ قَبْلِ وغیرہ۔ عارض بالحرف دو کلمے میں ہوں تو وقف کی حالت میں اصلی حالت کے ساتھ ادا کریں گے، یعنی قصر واظہار۔ ۱۲

(2) مد فرعی ہوتا ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

بعد ہمزہ یا سکون آنے کی وجہ سے مد ہوتا ہے۔ اور حرف لین کے بعد محض سکون آنے کی وجہ سے مد ہوتا ہے۔

اقسامِ مد:۔ حروف مدہ میں جو مد ہوتا ہے اس کی چار قسمیں ہیں: مد متّصل، مد منفصل، مد لازم، مد عارض۔

(1) حرف مد کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو تو اس مد کو مد متّصل کہتے ہیں، جیسے: سَوَآءٌ، سُوْٓءُ، سِیْٓءَ۔

(2) حرف مد کے بعد ہمزہ دوسرے کلمہ میں ہو تو اس مد کو مد منفصل کہتے ہیں، جیسے: مَآ اُنْزِلَ وغیرہ۔

(3) حرف مد کے بعد سکون عارض ہو تو اس مد کو مد عارض کہتے ہیں، جیسے: نَسْتَعِیْنُ، یَعْلَمُوْنَ حالت وقف میں۔

(4) حرف مد کے بعد سکون لازم ہو تو اس مد کو مد لازم کہتے ہیں، جیسے: آٰلْئٰنَ اور دَآبَّةٍ وغیرہ۔

وجوہ مد میں سے مد متّصل اور مد منفصل میں توسط ہے، جس کی مقدار دو، ڈھائی، چار الف ہے اور مد عارض میں طول، توسط، قصر (یعنی ترک مد) تینوں وجوہ جائز ہیں، مگر طول اولیٰ ہے۔ مد عارض میں توسط کی مقدار دو اور تین الف ہے اور طول کی مقدار کشش تین اور پانچ الف ہے، ان تینوں وجہوں میں سے جس کو چاہیں اختیار کریں اور مد لازم میں صرف طول ہے جس کی مقدار تین الف اور پانچ الف ہے۔

فائدہ:۔ مد لازم کی بلحاظ محل اور سبب چار قسمیں ہیں، یعنی سکون تشدید کے ساتھ ہو گا یا بلا تشدید کے ہو گا اور محل کوئی کلمہ ہو گا یا حروف مقطعات میں سے وہ حرف ہو گا جو تہجی کے وقت

https://alislami.net

ثلاثی الحروف (تین حرفوں والا) اور بیچ والا حرف مدہ ہوگا، ان چار قسموں کے نام یہ ہیں: کلمی مثقل، کلمی مخفف، حرفی مثقل، حرفی مخفف۔

(۱) کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون لازم تشدید کے ساتھ ہو تو اس کو کلمی مثقل کہتے ہیں، جیسے: کَآفَّةٌ وغیرہ۔

(۲) کلمہ میں حرف مد کے بعد سکون لازم بلا تشدید ہو تو اس کو کلمی مخفف کہتے ہیں، جیسے: آٰلْـٰٔنَ[1]۔

(۳) حروف مقطعات کے ایسے حرف کے بعد سکون تشدید کے ساتھ ہو جو ثلاثی الحروف اور بیچ والا حرف مدہ ہو تو اس کو حرفی مثقل کہتے ہیں، جیسے: الٓمّٓ کا لام۔[2]

(۴) حروف مذکورہ کے بعد سکون بلا تشدید ہو تو اس کو حرفی مخفف کہتے ہیں، جیسے: صٓ وغیرہ۔ اور حرف لین میں جو مد ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ حرف لین کے بعد سکون لازم ہو تو اس کو مد لین لازم[3] کہتے ہیں، جیسے: عینٓ سورۂ مریم اور سورۂ شوریٰ میں، دوسرے یہ کہ حرف لین کے بعد سکون عارض ہو تو اس کو مد لین عارض کہتے ہیں، جیسے: خَوْفٍ، شَیْءٍ وغیرہما (حالت وقف میں)

---

(1) مد لازم کلمی مخفف صرف اسی کلمہ میں ہے، حالت ابدال میں اور تسہیل کی حالت میں مد نہیں ہوگا (مد اصلی بھی نہیں ہوگا) ۱۲

(2) مد لازم حرفی مثقل الٓمّٓ کے لآم میں ہر جگہ اور الٓمّٓرٰ کے لآم میں اور الٓمّٓصٓ کے لآم میں صرف ایک جگہ اور طسٓمّٓ کے سینٓ میں دو جگہ ہے۔ ۱۲

فائدہ:۔ طٰہٰ کے مثل میں مد اصلی ہوگا۔

(3) اس میں طول اولیٰ ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

مدعارض کی طرح مدلین عارض میں بھی تینوں وجوہ جائز ہیں، فرق اتنا ہے کہ مدعارض میں طول اولی ہے، اس کے بعد توسط، پھر قصر۔ اور مدلین عارض میں قصر اولی ہے، اس کے بعد توسط کا مرتبہ ہے، پھر طول کا ہے۔

احکامِ مد:۔ یہ تین قسم پر ہے: واجب، جائز، لازم۔ مد متّصل میں مد، واجب ہے۔ اور مد منفصل[1] اور مدعارض میں مد، جائز ہے، یعنی اس میں قصر بھی جائز ہے۔ اور مد لازم میں مد، لازم ہے۔ اور مدلین لازم و مدلین عارض میں بھی مد، جائز ہے۔

فائدہ:۔ جب مد متّصل پر وقف کیا جائے گا تو سکون عارض کی وجہ سے مدعارض بھی پیدا ہوگا، مگر اس میں صرف توسط اور طول جائز ہے، جیسے: اَلسُّفَھَآءُ وغیرہ حالت وقف میں، مد عارض کا خیال کر کے قصر اس وجہ سے جائز نہیں کہ سبب اصلی کا الغاء (لغو کرنا) اور سبب عارض کا ابقاء (باقی رہنا) لازم آئے گا۔

تنبیہ:۔ مدود میں مساوات کا خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں کم اور کہیں زیادہ نہ ہو، یعنی ایک قسم کے اگر کئی مد جمع ہوں تو پہلے مد میں جس وجہ کو اختیار کیا ہے، اُسی کو بقیہ مدود میں باقی رکھنا چاہیے۔ اور اگر ایک قسم کے مد نہ ہوں تو مد ضعیف کو مد قوی پر ترجیح نہ دینا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ حرف مد کے بعد سکون دوسرے کلمہ میں آئے تو حرف مد نہ پڑھا[2] جائے گا، جیسے: فِی الْاَرْضِ، قَالُوا الْحَمْدُ، قَالَا الْحَمْدُ۔

اس بیان میں چند باتیں یہ بیان کی گئیں ہیں: تعریف مد، محلِ مد، سببِ مد، اقسامِ مد، احکامِ مد، وجوہِ مد، کیفیتِ مد، مقدارِ مد۔ ہر ایک کو آسانی سے سمجھنے کے لیے نقشہ میں بتایا جاتا ہے:

(1) بطریق جزری قصر بھی جائز ہے۔ ۱۲

(2) حالت وقف میں پڑھا جائے گا، جیسے: فِی الْاَرْضِ سے فِیْ وغیرہ۔

https://alislami.net

نمبر شمار	اقسام مد فرعی	محلِ مد	سببِ مد	احکام	وجوہِ مد	مقدارِ مد	امثالِ مد	احوالِ مد
1	مد متّصل	حرفِ مد	ہمزہ متصلہ	واجب	توسط	4،5.2،2 الف	شَآءَ	ہمزہ ساکن ہونے سے طول بھی جائز ہے
2	مد لازم	حرفِ مد	سکون لازم و تشدید	لازم	طول	5،3 الف	آلْئٰنَ، دَآبَّةٍ	
3	مد منفصل	حرفِ مد	ہمزہ منفصلہ	جائز	توسط	4،5.2،2 الف	مَآ اُنْزِلَ	حروف مد پر وقف ہونے سے قصر ہوگا
4	مد عارض	حرفِ مد	سکون عارض	جائز	طول، توسط، قصر	5،3 3،2	نَسْتَعِيْنُ	وجوہ کی ترتیب بلحاظ اولویت ہے
5	مد لین لازم	حرف لین	سکون لازم	جائز	طول توسط، قصر	مذکورہ سوائے ترک مد	عَيْنْ	یہ لفظ قرآن کریم میں دو ہی جگہ آیا ہے
6	مد لین عارض	حرف لین	سکون عارض	جائز	قصر، توسط، طول	ایضًا	خَوْفٍ	اولویت کے لحاظ سے ترتیب ہے

https://alislami.net

تیسرا بیان: اظہار، ادغام اور اخفاء وغیرہ کی تعریف اور احکام میں:

پہلے یہ معلوم کرلینا چاہیے کہ قرآن کریم پڑھنے میں حرفوں کے قُرب (نزدیکی) اور بُعد (دوری) کے لحاظ سے تین احکام ثابت ہیں۔

(1) اگر دو حروف ایک جگہ ایسے جمع ہوں جن کا مخرج دور دور ہو تو پہلے حرف کا اظہار ہوتا ہے۔

(2) اگر دونوں کا مخرج ایک ہو یا قریب قریب ہو تو پہلے حرف کا ادغام ہوتا ہے۔

(3) اگر دونوں حرفوں کے مخرج میں کچھ قرب اور کچھ بُعد ہو تو پہلے حرف کا اخفاء ہوتا ہے۔

اظہار[1]:۔ حرف کی اصلی حالت کو بلا کسی تغیر کے ادا کرنے کو اظہار کہتے ہیں (یعنی حرف کو اس کے مخرج اور صفاتِ لازمہ کے ساتھ ادا کرنا اور بس) اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں کبھی غنہ نہیں کیا جاتا۔ (حرف غنہ)

ادغام[2]:۔ پہلے حرف ساکن کو دوسرے حرف متحرک سے بدل کر مشدد پڑھنے کو ادغام کہتے ہیں، جیسے: قَالَتْ طَّآئِفَةٌ کہ بعد ادغام قَالَطَّآئِفَةٌ پڑھا جائے گا، اس میں کبھی غنہ

---

(1) اظہار تجوید میں اصل ہے، یہ عارض بالحرف کی قسموں میں سے نہیں ہے، اخفاء و ادغام وغیرہ کے سمجھنے کی وجہ سے اظہار کو یہاں بیان کردیا گیا ہے۔

(2) ادغام کی دو قسمیں ہیں: ادغام صغیر، ادغام کبیر۔ مدغم اور مدغم فیہ دونوں متحرک ہوں تو ادغام کبیر کہتے ہیں، جیسے: جَعَلَ لَكُمْ وغیرہ، یہ قراءت سبعہ میں بروایت سوسی ہے۔ مدغم ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہو تو ادغام صغیر کہتے ہیں، جیسے: اِذْ ذَّهَبَ وغیرہ، یہاں ادغام صغیر ہی مراد ہے۔

https://alislami.net

ہوتا ہے[1] اور کبھی نہیں ہوتا۔

تنبیہ:۔ ادغام کی تعریف سے تم اتنا سمجھ گئے ہوگے کہ ادغام دو حرفوں میں ہوتا ہے جن میں کا پہلا حرف ساکن ہوتا ہے اور دوسرا متحرک، پہلے حرف کو مدغم کہتے ہیں اور دوسرے حرف کو مدغم فیہ۔

مدغم اور مدغم فیہ کے حروف اگر ایک ہی قسم کے ہوں تو اس ادغام کو ادغامِ مثلین[2] کہتے ہیں، جیسے: اِذْ ذَّهَبَ وغیرہ۔ اور اگر ان دونوں حرفوں کا مخرج ایک ہو تو اس کو ادغام متجانسین کہتے ہیں، جیسے: يَلْهَثْ ذّٰلِكَ وغیرہ۔ اور اگر دونوں حرفوں کا مخرج قریب قریب ہو تو اس کو ادغامِ متقاربین کہتے ہیں، جیسے: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ کہ "ق" اور "ک" کا مخرج قریب قریب ہے۔ پھر ادغام کی دو قسمیں[3] ہیں: تام اور ناقص۔ کیوں کہ اگر مدغم بالکل مدغم فیہ کی جنس سے ہو جائے تو وہ ادغامِ تام کہلاتا ہے، جیسے: قُلْ رَّبِّ کہ لَام رَا سے بدل جاتا ہے۔ اور اگر مدغم بالکل مدغم فیہ کی طرح نہ ہو جائے بلکہ اس کی کوئی صفت باقی رہے تو اس کو ادغامِ ناقص کہتے ہیں، جیسے: بَسَطْتَّ اور اَحَطْتُّ کہ طَا تَا سے بالکل نہیں بدلتا۔

فائدہ:۔ قرآن کریم میں جہاں ادغام ہوتا ہے، ادغامِ تام ہوتا ہے، البتہ جب کہ نون ساکن اور تنوین کا ادغام واؤ اور یَا میں ہو تو ادغامِ ناقص ہوگا، کیوں کہ صفت غنہ باقی رہے گی۔ اسی طرح جب طَا کا ادغام تَا میں ہوگا تو صفت اطباق باقی رہنے کی وجہ سے ناقص ہوگا، اور اَلَمْ

---

(1) مَنْ یَّقُوْلُ جیسے کلمات میں حرف غنہ ہوگا، مِنْ رَّبِّهِمْ جیسے کلمات میں غنہ نہیں ہوگا۔

(2) یہ ادغام کی تینوں قسمیں: ادغام مثلین، ادغام متجانسین، ادغام متقاربین باعتبار محل ہیں۔

(3) یہ ادغام کی دونوں قسمیں: ادغام تام، ادغام ناقص باعتبار کیفیت ہیں۔

https://alislami.net

نَخۡلُقۡكُّمۡ میں تام اور ناقص دونوں جائز ہیں مگر تام اولی (بہتر) ہے۔

اخفاء:۔ اظہار اور ادغام کی درمیانی حالت کو اخفاء کہتے ہیں، یعنی نون ساکن کو چھپا کر اور میم ساکن کو ضعیف کر کے پڑھنا، جیسے: مِنۡ قَبۡلِ اور اَمۡ بِهٖ وغیرہما۔ اخفاء کا حکم یہ ہے کہ اس کے لیے غنہ لازم ہے، یعنی جب اخفاء ہوگا تو غنہ کے ساتھ ہوگا اور غنہ کا مخرج خیشوم (ناک کا بانسہ) ہے، جس کی مقدار ایک الف کے برابر ہے، لیکن اس غنہ کو صفت لازمہ یا صفت عارضہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ یہ حرف فرعی کہلاتا ہے۔

اقلاب (قلب):۔ نون ساکن اور تنوین کو میم ساکن سے بدل کر پڑھنے کو اقلاب اور قلب کہتے ہیں، جیسے: ''مِنۡۢ بَعۡدِ'' اور ''اَلِيۡمٌۢ بِمَا'' وغیرہما۔ اقلاب [1] میں حقیقتاً اخفاء ہوتا ہے، اس لیے اقلاب کے لیے بھی غنہ لازم ہے۔

نون ساکن اور تنوین کے احکام

نون ساکن اور تنوین کے چار احکام ہیں: اظہار، ادغام، اقلاب، اخفاء۔

(۱) جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقیہ میں سے کوئی حرف آتا ہے تو اظہار ہوتا ہے، جیسے: مِنۡهُمۡ اور عَذَابٌ اَلِيۡمٌ۔

(۲) جب نون ساکن اور تنوین کے بعد ''يَرۡمَلُوۡنَ'' میں کا کوئی حرف آتا ہے تو ادغام ہوتا ہے، جیسے: مِنۡ وَّالٍ اور مِنۡ لُّغُوۡبٍ مگر جب کہ ایک ہی کلمہ میں نون ساکن کے بعد

---

(1) اقلاب کے بعد میم ساکن کا قاعدہ جاری ہوگا، یعنی میم ساکن کے بعد با آتا ہے تو اخفاء ہوتا ہے، جیسے: اَمۡ بِهٖ، اسی طرح مِنۡۢ بَعۡدِ میں اقلاب کے بعد اخفاء ہوگا۔

https://alislami.net

"یَرْمَلُوْنَ" میں سے کوئی حرف آئے گا تو ادغام نہ ہوگا[1]، جیسے: دُنْیَا، قِنْوَانٌ، بُنْیَانٌ، صِنْوَانٌ، پورے قرآن میں ایسے کلمات صرف یہی چار ہیں۔

فائدہ:۔ اس ادغام کی دو قسمیں ہیں: ایک ادغام مع الغنہ، دوسرے ادغام بلا غنہ۔

ادغام مع الغنہ:۔ غنہ کے ساتھ ادغام اس وقت ہوگا جب کہ نون ساکن یا تنوین کے بعد "یَنْمُوْ" کے حروف میں سے کوئی حرف آئے گا، جیسے: مَنْ یُّرِیْدُ اور عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ۔

ادغام بلا غنہ:۔ بغیر غنہ کے ادغام اس وقت ہوگا جب کہ نون ساکن یا تنوین کے بعد لام یا را آئے، جیسے: مِنْ رَّبِّکُمْ اور غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

(۳) جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حرف با آئے تو اقلاب ہوتا ہے، جیسے: مِنْۢ بَعْدِ اور عَذَابٌۢ بَعِیْدٌ۔

(۴) جب نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی اور "یَرْمَلُوْنَ" الف اور با کے علاوہ کوئی حرف آئے گا تو اخفاء ہوگا، جیسے: مِنْ قَبْلِ اور عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔

ضروری تنبیہ:۔ اگر نون ساکن یا تنوین کا وصل ساکن حرف سے ہوگا تو ادغام نہ ہوگا بلکہ نون ساکن کو حرکت کسرہ[2] کی دی جائے گی، جیسے: اِنِ ارْتَبْتُمْ اور مُرِیْبِنِ الَّذِیْ

---

(1) تاکہ ادغام سے مضاعف کے ساتھ التباس نہ ہو، جیسے: صِنْوَانٌ سے صِوَّانٌ نہ ہو جائے۔ مضاعف اس کو کہتے ہیں کہ اس کے اصولی حرفوں میں کوئی حرف مکرر آئے، جیسے: صِوَّانٌ وغیرہ۔

(2) صرف من جارہ کے نون ساکن کو ہر جگہ فتحہ کی حرکت دی جائے گی، جیسے: مِنَ اللّٰہِ ونحوہ۔ ۱۲ منہ

فائدہ:۔ الٓمّٓ، اَللّٰہُ کے میم کو بھی حالت وصل میں حرکت فتحہ کی دی جائے گی اور میم جمع کے میم کو ضمہ کی حرکت دی جائے

https://alislami.net

وغیرہ، اس تنوین مکسور کو نون تنوین اور نون قطنی کہتے ہیں، قرآن کریم میں ایسے مقامات پر بجائے تنوین کے چھوٹا سا نون مکسور لکھ دیتے ہیں، اگر یہ نہ بھی لکھا ہو تب بھی اس قاعدہ کے موافق پڑھنا چاہیے، پس اگر کوئی قاری قُلْ ھُوَ اللّٰهُ اَحَدُ نِ اللّٰهُ الصَّمَدُ حالت وصل میں نون قطنی کے ساتھ پڑھتا ہے تو تعجب نہ کرنا چاہیے۔

میم ساکن کے احکام

میم ساکن کے تین احکام ہیں: ادغام، اخفاء، اظہار۔

(۱) جب میم ساکن کے بعد میم آئے تو ادغام ہوگا، جیسے: اَمْ مَّنْ وغیرہ۔

(۲) جب میم ساکن کے بعد بآ آئے تو اخفاء ہوگا، جیسے: وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وغیرہ، اس اخفاء کو اخفائے شفوی کہتے ہیں لیکن اس میں اظہار بھی جائز[1] ہے۔

(۳) جب میم ساکن کے بعد میم اور با کے علاوہ کوئی حرف آئے گا تو اظہار ہوگا، جیسے: اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا، اس اظہار کو اظہارِ شفوی کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ جب لام تعریف کے بعد حروف قمریہ ''اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيْمَهٗ'' میں سے کوئی حرف آئے گا تو لام کا اظہار ہوگا، جیسے: وَالْقَمَرِ وغیرہ۔ اور اگر ان حرفوں کے علاوہ کوئی

گی، جیسے: اَلِفْ لَامْ مِّيْمَ اللّٰهُ، عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ۔

(1) بطریق جزری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہِ۔

https://alislami.net

حرف آئے گا تو لام کا ادغام ہو گا، یعنی اس کو نہ پڑھا[1] جائے گا، جیسے: وَالشَّمْسِ وغیرہ، ان بقیہ حرفوں کو حروف شمسیہ[2] کہتے ہیں۔

وقف اور سکتہ کے احکام

وقف:۔ کسی کلمہ کے آخر پر سانس توڑ کر ٹھہرنے کو وقف کہتے ہیں، اس کے چار طریقے ہیں:

(۱) وقف کرتے وقت کلمۂ متحرکہ کو ساکن کر دیا جائے، اس کو وقف بالاسکان کہتے ہیں، جیسے: نَسْتَعِيْنُ سے نَسْتَعِيْنْ۔

(۲) وقف کرتے وقت تنوین مفتوح کو الفؔ سے اور گول تاؔ (ۃ) کو ہاؔ ساکنہ سے بدل دیا جائے، جیسے: عَلِيْمًا سے عَلِيْمَا اور نِعْمَةٌ سے نِعْمَہْ اس کو وقف بالابدال کہتے ہیں۔

(۳) وقف کرتے وقت حرف موقوف کی تہائی حرکت ادا کی جائے، جیسے: اَلْهُدٰىِ اور دِفْءٌ، اس میں نہ تو پوری حرکت معلوم ہو اور نہ تنوین ظاہر ہو، اس کو وقف بالروم کہتے ہیں۔

---

(1) یعنی لام تعریف کا جن حرفوں میں ادغام ہوگا، اس لاؔم (مدغم) کو اس حرف (مدغم فیہ) کے جنس سے کر کے مشدد پڑھا جائے گا، جیسے: اَلشَّمْسُ میں لام کی جگہ شینؔ مشدد پڑھیں گے۔ ۱۲

(2) حروف شمسیہ یہ ہیں: تاؔ، ثاؔ، دالؔ، ذالؔ، راؔ، زاؔ، سینؔ، شینؔ، صاؔد، ضاؔد، طاؔ، ظاؔ، لاؔم، نوؔن، یہ چودہ ہیں۔

حروف قمریہ بھی چودہ ہیں، الف لام ساکن کے بعد آتا ہی نہیں، لام تعریف کا ادغام حروف شمسیہ میں لام کے علاوہ تمام حرفوں میں ادغام متقاربین ہوگا، لام میں مثلین۔

فائدہ:۔ اسی طرح نون ساکن اور تنوین کا ادغام ''یَرْمَلُوْنَ'' کے حرفوں میں نوؔن کے علاوہ تمام حرفوں میں ادغام متقاربین ہوگا، نوؔن میں مثلین

https://alislami.net

(۴) وقف کرتے وقت حرف موقوف کو ساکن ادا کرنے کے بعد ہونٹوں سے اس کی حرکت کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو وقف بالاشمام کہتے ہیں۔ (ایک طریقہ وقف کا یہ بھی ہے کہ موقوف علیہ ساکن ہو تو صرف سانس اور آواز توڑ دی جائے جیسے: فَحَدِّثْ، اس کو وقف بالسکون کہتے ہیں)۔

فائدہ:۔ وقف بالاسکان، ہر حرکت میں ہوتا ہے۔ اور وقف بالابدال، صرف تنوین مفتوح اور گول تا (ۃ) میں ہوتا ہے۔ اور وقف بالروم، مضموم و مکسور میں ہوتا ہے۔ اور وقف بالاشمام، صرف مضموم میں۔ اور وقف بالسکون، موقوف علیہ ساکن میں ہوتا ہے۔

اس کے بعد وقف کے متعلق چند مفید باتیں لکھی جاتی ہیں، ان کو خوب ذہن نشین کرلینا چاہیے۔

(۱) حتی الامکان علامت آیت "○" پر وقف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس کے بعد جہاں علامت وقف ہو وہاں وقف کریں۔ علاماتِ وقف پانچ [1] ہیں:

(۱) میم (م): یہ علامت وقف لازم کی ہے

(۲) طا (ط): یہ علامت وقف مطلق کی ہے

(۳) جیم (ج): یہ علامت وقف جائز کی ہے

(۴) زا (ز): یہ علامت وقف مجوز کی ہے

---

(1) یہ پانچوں علاماتِ وقف علامہ سجاوندی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ کے نزدیک ہیں۔ علامہ دانی رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ کے نزدیک بھی محل وقف کی چار قسمیں ہیں: وقف تام، وقف کافی، وقف حسن، وقف قبیح۔ محقق فن علامہ جزری رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیْہِ وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے۔

https://alislami.net

(۵) صاد (ص): یہ علامت وقف مرخص کی ہے۔

علاماتِ وقف کی رعایت اسی ترتیب سے ہونی چاہیے جس ترتیب سے لکھی گئی ہے۔

(۲) اگر درمیانِ آیت میں کسی ایسی جگہ وقف کیا جہاں علامت وقف نہ ہو تو اوپر سے لوٹا کر پڑھنا چاہیے، اس طرح سے لوٹانے کو اعادہ کہتے ہیں۔ اور اگر موقوف علیہ کے بعد سے پڑھا جائے تو اس کو ابتدآء کہتے ہیں۔

(۳) اگر درمیانِ آیت میں لام الف (لا) لکھا ہو اور اس جگہ اضطراراً وقف کر لیا گیا ہو تو اعادہ کرنا چاہیے۔ اور اگر آیت ۝ پر لام الف لکھا ہو تو وہاں وقف کرنے سے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

(۴) اگر حروف موقوف سے پہلے سکون ہو تو موقوف کا سکون خوب صاف ادا کرنا چاہیے ورنہ حرفِ موقوف ظاہر نہ ہوگا، یا پہلے والا حرفِ ساکن متحرک ہو جائے گا، جیسے: **وَالْبَغْيِ** اور **مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ** وغیرہ وغیرہ، اگر اس صورت میں وقف بالاسکان نہ ادا ہو تو وقف بالروم کر لیا جائے۔

(۵) اگر حرف موقوف مشدد[1] ہو تو اس کو مثل وصل کے خوب جماؤ کے ساتھ ادا کرنا چاہیے، صرف حرکت اور سکون کا فرق ہوگا مگر تشدید میں کوئی نقصان نہ ہونا چاہیے، ورنہ مشدد کے بجائے مخفف ہو جائے گا جیسے: بعض لوگ **وَتَبَّ** کو **وَتَبْ** پڑھ دیتے ہیں۔

موقوف مشدد کو جماؤ کے ساتھ ادا کرنے کی یہ صورت ہے کہ جس طرح وصل میں دو

---

(1) جس کو وقف بالتشدید کہتے ہیں۔

https://alislami.net

حرف کی تاخیر ہوتی ہے، وہی تاخیر حالتِ وقف میں کی جائے، جیسے: مِنۡهَا الۡاَذَلَّ اور مُسۡتَقَرٌّ، البتہ نونؔ اور میمؔ مشددہ موقوفہ میں یہ تاخیر غنہ کے ساتھ بقدر ایک الف کے ادا ہو جائے گی، جیسے: وَمَا فِيۡهِنَّ اور وَلَا جَآنٌّ وغیرہما۔

(۶) وقف کی حالت میں ہائے ضمیر کو مثل وصل کے نہ پڑھنا چاہیے، جیسے: لَهٗ کا واؔو اور بِهٖ کی یاؔ، بلکہ وقف میں واو اور یا کو حذف کر کے ہائے ضمیر کو ساکن کر دینا چاہیے، جیسے: لَهْ اور بِهْ، اسی طرح دو زیر اور دو پیش کی تنوین پر وقف نہ کرنا چاہیے بلکہ تنوین کو حذف کر کے حرف موقوف ساکن پڑھنا چاہیے، جیسے[1]: لَفِيۡ خُسۡرٍ اور عَذَابٌ شَدِيۡدٌ۔

(۷) جو حرفِ مد بوجہ اجتماعِ ساکنین بحالتِ وصل حذف ہو گیا ہو، وہ وقف کی حالت میں پڑھا جائے گا، جیسے: يَوۡمَ تَرَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ میں تَرَىٰ کے الفؔ اور قَالُوا اللّٰهُمَّ میں قَالُوۡا کے واو اور فِي الۡاَرۡضِ میں فِيۡ کی یاؔ پر وقف[2] ہو گا۔

سکتہ: کسی کلمہ پر بغیر سانس توڑے ہوئے وقفہ کرنے کو سکتہ کہتے ہیں، مثلاً: کسی آیت پر آواز اس طرح بند کریں کہ سانس نہ ٹوٹے اور اسی سانس میں اگلی آیت کا وصل[3] کریں تو یہ سکتہ ہو گا۔

قرآن کریم میں چار جگہ سکتہ واجب ہے:

(۱) سورۂ یٰسٓ "مِنۡ مَّرۡقَدِنَا" کے الف پر

---

(1) وقف کی ان سب صورتوں کو وقف بالاسکان کہیں گے، یعنی لَفِيۡ خُسۡرْ، عَذَابٌ شَدِيۡدْ وقف ہو گا۔ ۱۲

(2) ان سب صورتوں کو وقف بالاثبات کہیں گے۔ ۱۲

(3) کیوں کہ سکتہ وصل پر موقوف ہے۔ ۱۲ منہ

https://alislami.net

(۲)سورۂ کہف میں لفظ ''عِوَجًا'' کے الف پر

(۳)سورۂ قیامہ میں ''قِيۡلَ مَنۡ'' کے نون پر

(۴)سورۂ مطففین میں ''كَلَّا بَلۡ'' کے لام پر

ان چار سکتہ کے علاوہ جو سکتے مرسوم[1] ہیں وہ مثل وقف کے جائز اور ائمہ وقف سے ثابت ہیں۔

فائدہ:۔ مِنۡ مَّرۡقَدِنَا پر وقف لازم ہے اور اس پر سکتہ واجب ہے، لیکن چوں کہ سکتہ کرنا وصل پر موقوف ہے اور وصل یہاں لازم نہیں، اس لیے اگر کسی نے وصل نہ کیا تو ترکِ وجوب لازم نہ آئے گا، ہاں اگر بجائے وقف کے کوئی وصل کرنے پر سکتہ نہ کرے تو اس وقت ترکِ وجوب لازم آئے گا، حاصل یہ کہ اگر وقف کیا گیا تو لازم پر عمل ہو جائے گا اور اگر وصل کیا گیا تو سکتہ واجبہ پر عمل ہو جائے گا۔

رسم کے احکام

جاننا چاہیے کہ جس طرح اردو زبان میں بعض الفاظ ایسے ہیں جو لکھے ہوئے کے خلاف پڑھے جاتے ہیں، جیسے: خواب، خواجہ وغیرہ کہ یہ الفاظ واو کے ساتھ لکھے جاتے ہیں مگر بغیر واو کے خاب، خاجہ پڑھے جاتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم میں بھی بعض کلمات ایسے ہیں جن کی قراءت خلافِ کتابت ہوتی ہے، مثلاً: مُوۡسٰى، عِيۡسٰى اور اَلصَّلٰوةُ، اَلزَّكٰوةُ وغیرہ کہ ان کو

---

(1) یعنی سورۂ اعراف میں ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا پر، سورۂ اعراف ہی میں اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا پر، سورۂ یوسف میں اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا پر، سورۂ قصص میں يُصۡدِرَ الرِّعَآءُ پر۔ ۱۲

https://alislami.net

مُوْسَا، عِیْسَا اور اَلصَّلٰوۃُ، اَلزَّکٰوۃُ پڑھا جاتا ہے، اس لیے رسمِ قرآنی کے بھی جاننے کی سخت ضرورت ہے، کیوں کہ قرآن پاک میں جس کلمہ کی قراءت رسم الخط کے موافق نہ ہوگی تو جو شخص اس فن سے ناواقف ہوگا، وہ اس کلمہ کو صحیح نہیں پڑھ سکتا۔ دوسرے یہ کہ قرآن پاک کو رسمِ عثمانی کے مطابق لکھنا واجب[1] ہے اور اجماع سے ثابت ہے، اگر اس کے خلاف لکھا گیا تو یہ تحریف رسمی ہوگی، پس مناسب ہے کہ رسمِ قرآنی کے احکام کو بھی مختصر طور پر لکھا جائے۔

رسم:۔ ایسے علم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ قرآن کریم کی کتابت کا حال معلوم ہو، اسی کو رسمِ عثمانی بھی کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک رسمِ قیاسی، دوسرے رسمِ غیر قیاسی۔

(ا) کلماتِ قرآنیہ قراءت کے موافق مرسوم ہوں تو اس کو رسم قیاسی[2] کہتے ہیں۔

جیسے: لَا رَیْبَ فِیْهِ۔

---

(1) قال العلامة الساوی الملا علی القاری فی شرح الجزریة المسمی المنح الفکریة المرسوم المصاحف العثمانیة انه احد ارکان القرءان وقال الامام احمد یحرم مخالفة خط مصحف عثمانی فی واو اویا او الف وغیر ذلک۔ ۱۲ منہ

(2) رسم قیاسی کی دو قسمیں ہیں: (1) رسم قیاسی مطلق (2) رسم قیاسی مقیّد۔

(1) رسم قیاسی مطلق: اس رسم کو کہتے ہیں جس طرح کلمہ (قرآن مجید میں) لکھا ہوا ہو، اسی طرح پڑھا جاتا ہو اور اس میں کسی قراء کا اختلاف نہ ہو، جیسے: ملك النّاس۔

(2) رسم قیاسی مقیّد: اس رسم کو کہتے ہیں کہ جس طرح لکھا ہوا ہو، ویسا ہی کسی دوسرے قراء کے نزدیک پڑھا جاتا ہو، جیسے: مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ حذف الف کے ساتھ (بقراءت امام نافع، امام ابن کثیر، امام ابو عمرو، امام ابن عامر، امام حمزہ رضوان الله تعالیٰ علیہم اجمعین) اثبات الف کے ساتھ (بقراءت امام عاصم، امام کسائی رَضِیَ الله تعالیٰ عَنْهُمَا) اس لیے بروایت حفص رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَيْهِ الف مقروء ہے، لہٰذا یہ رسم غیر قیاسی حذف کی صورت ہوئی، اس لیے رسم قیاسی مقیّد کو رسم غیر قیاسی کے حکم میں کہا گیا ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

(۲) کلماتِ قرآنیہ خلافِ قراءت یا خلافِ [1] اصل مرسوم ہوں تو اس کو رسمِ غیر قیاسی کہتے ہیں۔

خلافِ قراءت کی مثال: مٰلِكِ اور اِلٰفِهِمْ وغیرہ اور خلاف اصل کی مثال: وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ وغیرہ ہیں۔

اور رسمِ غیر قیاسی کی دو قسمیں ہیں: ایک اصطلاحی [2]، دوسرے احتمالی۔ ہر ایک کی تعریف اور حکم وغیرہ اوپر کی کتابیں پڑھنے پر معلوم ہوں گی، یہاں صرف اثباتِ رسم کے متعلق چند قواعد بیان کیے جاتے ہیں:

اثباتِ رسم کا مطلب یہ ہے کہ حرف مرسوم ہو، لیکن پڑھا نہ جاتا ہو، اسی وجہ سے اس کو زائد بھی کہتے ہیں۔

(۱) اَنَا (ضمیر واحد متکلّم منفصل) کا الفؔ ہر جگہ قرآن پاک میں وصل کی حالت میں نہ پڑھا جائے گا، بلکہ اَنَ پڑھیں گے، جیسے: وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وغیرہ، البتہ وقف کی حالت میں الفؔ پڑھا جائے گا لیکن اَنَاسِیَّ اور اَنَابُوْا اور قَدْ جَآءَ نَا میں ''اَنَا'' ضمیر متکلّم منفصل نہیں ہے۔

---

(1) خلاف اصل یعنی کلمہ کی اصلی حالت کے خلاف یا بقاعدۂ اصلیہ کے خلاف جیسا کہ مثال سے ظاہر ہوا۔ ۱۲ منہ

(2) رسم اصطلاحی: اس کو کہتے ہیں کہ جیسا لکھا ہوا ہو، ویسا کسی قراء کے نزدیک نہ پڑھا گیا ہو، جیسے: لَا اِلَى اللّٰهِ میں ''لَا'' کا الفؔ کسی قاری کے نزدیک نہیں پڑھا جاتا۔

رسم احتمالی: اس کو کہتے ہیں، جس کلمہ میں دوسرے قراءت کا احتمال ہو، جیسے: اِبْرٰهِمَ میں ایک قراءت اِبْرٰهِمَ ہے، دوسری قراءت اِبْرٰهَمَ بھی ہے، یعنی دونوں قراءت کو شامل ہے۔ ۱۲

https://alislami.net

(۲) واوِ جمع کے بعد ہر جگہ الف لکھا جائے گا مگر پڑھا نہ جائے گا، جیسے: قَتَلُوْا وغیرہ، مگر کَالُوْهُمْ اور اَوْوَّزَنُوْهُمْ اور جَآءُوْ، بَآءُوْ، فَاِنْ فَآءُوْ، وَعَتَوْ عُتُوًّا، وَالَّذِيْنَ سَعَوْ، تَبَوَّءُ الدَّارَ میں واوِ جمع کے بعد الف مرسوم نہیں ہے۔

(۳) صیغہ واحد میں واوِ اصلیہ کے بعد چند جگہ الف ثابت ہے، جیسے: يَدْعُوْا، لِيَرْبُوَا، لِتَتْلُوَا وغیرہ مگر سورۂ نساء میں عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ میں الف نہیں ہے۔

(۴) جو ہمزہ مضموم بشکل واو الف کے بعد واقع ہے، اس ہمزہ کے بعد الف زائد ہے، جیسے: جَزٰٓؤُا، شُرَكٰٓؤُا نَشٰٓؤُا وغیرہ، اس قسم کے کلمات قرآن کریم میں کئی جگہ آئے ہیں جن میں ہمزہ مضمومہ کے بعد بالاتفاق الف زائد مرسوم ہے۔

(۵) جو ہمزہ مضمومہ حرکت کے بعد بشکل واو مرسوم ہے، اس واو کے بعد الف زائد مرسوم ہے، جیسے: اِنِ امْرُؤٌا، تَفْتَؤُا، نَبَؤُا الَّذِيْنَ وغیرہ اس قسم کے کلمات بھی قرآن پاک میں کئی جگہ آئے ہیں جن میں الف زائد مرسوم ہے۔

ان کے علاوہ چند کلمات اور لکھے جاتے ہیں:

(۱) لفظ ثَمُوْدَاْ کا چار جگہ الف زائد کے ساتھ مرسوم ہے، ایک ہودؔ، دوسرا فرقانؔ، تیسرا عنکبوتؔ، چوتھا نجم میں ہے، ان پر وقف بھی بغیر الف کے ہوگا۔

(۲) اَلظُّنُوْنَا

(۳) اَلرَّسُوْلَا

(۴) اَلسَّبِيْلَا، سورۂ احزاب میں الف زائد کے ساتھ مرسوم ہے، لیکن ان تینوں

https://alislami.net

لفظوں پر وقف الف کے ساتھ ہو گا۔

(۵) سَلٰسِلَا

(۶) قَوَارِیْرَا، پہلا سورۂ دہر میں الف ثابت ہے۔ سَلٰسِلَاْ اور قَوَارِیْرَا پر بھی وقف الف ہی پر ہو گا۔

(۷) لُؤْلُؤًا جو سورۂ حج میں ہے، اس کا بھی الف زائد ہے

(۸) لَا اِلَى اللّٰهِ اور لَا اِلَى الْجَحِيْمِ اور لَا اَذْبَحَنَّهٗ اور لَاْ اَنْتُمْ اور لَا اَوْضَعُوْا میں بعد لآم کے الف زائد مرسوم ہے۔

(۹) اَلرِّبٰوا میں بھی واو کے بعد الف زائد مرسوم ہے، پڑھا نہیں جاتا، اسی وجہ سے اس کو رسمِ غیر قیاسی [1] کہتے ہیں۔

اس بیان میں جو قواعد اور کلمات بیان کیے گئے ہیں، رسمِ غیر قیاسی کی پہلی قسم، رسم اصطلاحی ہے، اس کے علاوہ رسمِ خط کے قواعد مثل تائے تانیث اور کلمہ موصولہ وغیرہ کا جاننا بھی نہایت ضروری ہے۔

فوائد متفرقہ

(۱) قرآن پاک میں جہاں دو ہمزہ جمع ہیں، ان کو خوب صاف [2] اور ضغطہ (جھٹکا) کے ساتھ ادا کرنا چاہیے، البتہ لفظ ءَاَعْجَمِیٌّ کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہے اور تسہیل کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ کو ہمزہ کے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان سے ادا کریں کہ ہمزہ الف کے مشابہ معلوم ہو۔

(1) رسم غیر قیاسی کی چار صورتوں میں یہ سب صورتیں جو بیان کی گئی ہیں، اثباتِ رسم کی ہیں۔

(2) اس کو تحقیق کہتے ہیں۔

https://alislami.net

(۲) حفص رَحْمَةُ اللهِ تعالیٰ عَلَیْہِ کی روایت کے موافق پورے قرآن میں صرف لفظ مَجْرِ یھَا[1] میں امالہ[2] ہے۔ یعنی اس کی را کو یائے مجہول کی طرح ادا کیا جاتا ہے اور مَجْرِ ے ھَا پڑھا جاتا ہے، اس میں امالہ ضروری ہے۔

(۳) سورۂ یوسف میں لفظ لَا تَاْمَنَّا کے نون کو اگر مشدد پڑھا جائے تو نون میں اشمام[3] ضروری ہے اور اگر مشدد نہ پڑھا جائے، جیسے: لَا تَاْمَنَنَّا تو پہلے نون میں روم[4] کرنا ضروری ہے، یہ روم اور اشمام صرف اِسی[5] لفظ میں ضروری ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖٓ اَجْمَعِيْنَ۔

---

(1) مَجْرِ یھَا کی اصل مَجْرٰیھَا تھی، امالہ کی وجہ سے فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یا کی طرف مائل کیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

(2) اس امالہ سے امالہ کبریٰ مراد ہے۔

(3) اشمام میں حرکت ظاہر نہیں ہوگی بلکہ دونوں ہونٹوں سے اشارہ کیا جائے گا۔

(4) روم میں تہائی حرکت ادا کی جائے گی، ان دونوں کی ادا استاذ سے اچھی طرح سیکھ لیں (مشق کریں)۔

(5) حالت وصل میں صرف اسی لفظ میں ادغام کی حالت میں، اشمام اور اظہار کی حالت میں روم ہے، حالت وقف میں ہر کلمہ موقوف علیہ مضموم و مکسور میں روم اور صرف مضموم میں اشمام جائز ہے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ۔

جمال القادری العزیزی المصباحی

خادم القراءت جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو

۲۰؍ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ بروز جمعہ

https://alislami.net